دیکھو میرے دوستو!
اخبار
شائع ہو گیا
الہام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
(۱۱ فروری ۱۹۰۶ء۔ تذکرہ صفحہ ۵۹۶)

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
کا خصوصی پیغام

اخبار ''الفضل'' سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے بابرکت دور خلافت میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ذریعہ ۱۸ جون ۱۹۱۳ء کو جاری ہوا۔ اس وقت آپ منصب خلافت پر مامور نہیں ہوئے تھے اور صاحبزادہ مرزا محمود احمد کے نام سے جانے جاتے تھے۔ آج وہی ''الفضل'' کا پرچہ جس کا آغاز بہت سادگی سے غالباً چند سو پرچوں سے ہوا تھا نئی آب و تاب اور شان کے ساتھ نئے عالمی دور میں داخل ہورہا ہے اور لندن سے اس کے انٹرنیشنل ایڈیشن کی اشاعت کا آغاز ہورہا ہے۔

الفضل کے لئے حضرت اماں جان (سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا) نے اپنی زمین کا ایک ٹکڑا بیچ کر اور حضرت امی جان (حضرت ام ناصر صاحبہ رضی اللہ عنہا) نے اپنے دو زیور پیش کر کے جنہیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود لاہور جاکر فروخت کیا اور حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ نے نقد روپے اور زمین کا ایک ٹکڑا دے کر ابتدائی سرمایہ مہیا کیا نیز حضرت قاضی ظہورالدین صاحب اکملؓ، حضرت صوفی غلام محمد صاحبؓ اور حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نیرؓ جیسے بزرگ صحابہ نے بھی خصوصی معاونت فرمائی۔

اخبار الفضل خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تقسیم ہند و پاک سے پہلے برصغیر میں مسلسل بلا روک ٹوک مکمل آزادی کے ساتھ جماعت کی علمی، روحانی اور مذہبی خدمات سرانجام دیتا رہا اور اس اخبار نے جماعت کے ایک بڑے حصہ کو دنیا کے روز مرہ کے اخباروں سے بھی ایک حد تک مستغنی رکھا کیونکہ عالمی اور ملکی خبریں نہایت عمدہ اور دلچسپ انداز میں اختصار کے ساتھ اس اخبار میں شائع ہوتی رہیں لیکن تقسیم ہند و پاکستان کے بعد جب پاکستان میں ملائیت نے سر اٹھانا شروع کیا تو الفضل پر کئی ابتلاء کے دور آئے اور کئی قسم کی پابندیاں لگنی شروع ہوئیں۔ یہاں تک کہ جنرل ضیاء صاحب کے آمرانہ دور میں تو حتی المقدور الفضل کی آواز کو دبانے اور الفضل کی آزادی پر قدغن لگانے کی ہر مذموم سعی کی گئی حتیٰ کہ ایک لمبا تکلیف دہ دور ایسا بھی آیا جبکہ یہ اخبار مسلسل بند رہا اور پاکستان کی جماعت خصوصیت کے ساتھ مرکزی خبروں کے اس اہم رشتے سے کٹ جانے سے بے چین اور بے قرار رہی۔ تربیتی لحاظ سے بھی خصوصاً چھوٹی جماعتوں میں اس کا منفی اثر ظاہر ہونا شروع ہوا لیکن جماعت احمدیہ نے بالآخر قانونی چارہ جوئی کے ذریعہ الفضل کے اجراء کا حق بحال کرا لیا۔ اللہ تعالیٰ اس وقت کی عدلیہ کو جزا دے جنہوں نے جماعت احمدیہ کے معاملہ میں انصاف کا جھنڈا بلند کرنے کی جرأت دکھائی۔

اس از سر نو اجراء کے باوجود وہ مستقل پابندیاں جو ضیاء صاحب کے آمرانہ آرڈیننس کے ذریعے جماعت پر قائم کی گئیں ان پابندیوں سے الفضل اور جماعت کے دیگر جرائد و رسائل کو جو مستقل زخم لگائے گئے تھے وہ اسی طرح ہرے رہے اور رِستے رہے۔ چنانچہ آج بھی آپ جگہ جگہ الفضل کی عبارتوں اور جملوں میں جو خلاء دیکھتے ہیں یا بریکٹوں میں بعض غائب عبارتوں کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے یہ سب انہی زخموں کے رستے ہوئے ناسور ہیں۔

جماعت احمدیہ عالمگیر اپنے بہت ہی محبوب روزنامہ کے ساتھ یہ بد سلوکی ہوتے دیکھ کر ہمیشہ کرب محسوس کرتی رہی اور یہ خیال بار بار ابھرتا رہا کہ کیوں نہ الفضل کا ایک عالمگیر متبادل جاری کیا جائے۔ مزید اس خیال کو اس وجہ سے بھی مزید تقویت پہنچی کہ محض الفضل کی آزادی تحریر پر ہی پابندی نہیں تھی بلکہ اشاعت کی راہ میں از راہ شرارت بار بار روکیں ڈالی جاتی رہیں۔ چنانچہ جس طرح بے باک حق گو ''ہفتہ وار لاہور'' کے ساتھ مستقلاً یہ سلوک جاری رہا کہ نامعلوم بے چہرہ اداروں کی طرف سے ڈاکخانوں سے بنڈل کے بنڈل غائب کر دیئے جاتے تھے اور اب بھی کم و بیش یہ

باقی صفحہ آخر پر

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کے سفر ناروے کی بعض تصویری جھلکیاں

ہادی علی چوہدری

Nord Kapp کو جاتے ہوئے سفر کے دوران خطبہ جمعہ

امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۶ جون ۱۹۹۳ء کو لندن سے روانہ ہو کر ناروے کے شمال کے انتہائی مقام Nord Kapp کی طرف سفر کے لئے تشریف لے گئے اور مورخہ ۱۷ جون کو ناروے کی مشہور بندر گاہ Bergan پر اترے وہاں سے Trondhiem کے شہر کی طرف جاتے ہوئے راستے میں ایک خوبصورت وادی کے دامن میں ایک چھوٹے سے قصبے Borgund کے مقام پر ۱۸ جون ۱۹۹۳ء کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے ایک مختصر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں اسلام کی آفاقیت، جامعیت اور خاتمیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کے بارہ میں بتایا۔ اس موقع پر یہ تصویر لی گئی۔

اس غیر معمولی اور منفرد نوعیت کے سفر کی تفصیلی رپورٹ انشاء اللہ اگلے شمارے میں ہدیہ قارئین کی جائے گی۔

سوال و جواب کی محفل

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حالیہ دورہ ناروے کے دوران اوسلو میں بوسنین مدعوئین سے خطاب فرمایا، ان کے سوالوں کے جواب دیئے اور ان کے بچوں کو پیار کیا۔ بوسنیا کی حالیہ جنگ کے مجاہدین میں سے ایک نوجوان جو لڑائی کے دوران ٹانگوں پر زخموں کی وجہ سے چلنے سے معذور ہو چکا تھا اسے گلے لگایا اور ان لوگوں کی ہمت بندھائی۔ یہ مجلس جذبات کی عجیب لہروں پر بہہ رہی تھی۔ بوسنین احباب کے دلوں کی تسکین اور جذبات کی تسلی کا موجب تھی اور دیگر احباب کے لئے ان جلاوطن، مظلوم اور قربانیوں کے اعلیٰ نمونے قائم کرنے والے بہن بھائیوں کے لئے دلی غم اور ان کے لئے ہمدردی کا تلاطم پیدا کر رہی تھی۔

اس موقع پر مقامی پریس کے نمائندے بھی موجود تھے ان کے چہرے بھی جذبات سے معمور نظر آتے تھے۔

اس مجلس میں بوسنین بچوں نے اپنا روایتی قومی ترانہ ایک خاص انداز سے گایا اور ہر ایک نے داد دی۔ یہ مجلس قریباً ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی۔

مچھلی کا شکار

Nord Kapp کے قریب Kirkeporten کیمپنگ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا آخری پڑاؤ تھا۔ وہاں جانے کے لئے Kafjord سے Honningsvag تک کا سفر فیری کے ذریعے کرنا پڑتا ہے۔ وہاں فیری کی آمد میں ابھی آدھا گھنٹہ باقی تھا کہ اس اثناء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مچھلی پکڑنے کے لئے ڈور سمندر میں پھینکی تو چند لمحوں میں مچھلی پکڑ لی۔ اس تصویر میں حضور انور کے ساتھ عزیزم مظفر احمد صاحب ظفری ابن مکرم چوہدری رشید احمد صاحب آف اوسلو اور مکرم میجر محمود احمد صاحب سیکیورٹی آفیسر کھڑے ہیں۔

نارتھ پول کی طرف کرہ ارض کے آخری کنارے پر

ناروے میں مورخہ ۲۴ جون ۱۹۹۳ء بروز جمعرات نارتھ پول کی طرف کرہ ارض کے آخری کنارے پر امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے افراد خاندان اور اراکین قافلہ کے ہمراہ پہلی باجماعت نماز "نماز مغرب" ادا کی۔ یہ تاریخی تصویر اس کی یادگار ہے۔ وہاں پہلی اذان مکرم مرزا محمد اشرف صاحب آف اوسلو نے دی اور نماز کے لئے حضور ایدہ اللہ کی اجازت سے پہلی تکبیر مکرم مبارک احمد صاحب ظفر "دفتر وکالت مال لندن" نے کہی۔ اس تاریخی سفر کے بارہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے فرمایا

"جہاں تک میں نے نظر دوڑا کر دیکھا ہے مجھے اس بات کا کوئی امکان دکھائی نہیں دیتا کہ آج سے پہلے ایسے علاقوں میں جہاں چھ مہینوں کا دن چڑھا ہو یا چوبیس گھنٹے سے زائد کا کہیں دن ہو وہاں باقاعدہ کبھی پانچ وقت کی نمازیں ایک جگہ باجماعت ادا کی گئی ہوں۔ اور پھر جمعہ اس طرح باجماعت ادا کیا گیا ہو کہ امت مسلمہ کے ہر طبقہ کی نمائندگی اس میں ہو گئی ہو۔ مثلاً انصار کی عمر کے لوگ بھی اس میں ہوں۔ خدام کی عمر کے لوگ بھی ہوں، بچے بھی ہوں، مرد بھی اور عورتیں بھی ہوں۔ یہ واقعہ میرے اندازے کے مطابق پہلی دفعہ رونما ہو رہا ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ان غیر معمولی وقت کے علاقوں میں باقاعدہ باجماعت پانچ نمازیں پڑھنے کی توفیق ملی اور یہ سلسلہ کل سے شروع ہوا۔ کل ہم نے مغرب اور عشاء کی نمازیں یہاں ادا کیں اور اس کے بعد یہاں ٹھہرے رہے یہانتک کہ ہمارے اندازے کے مطابق صبح کا وقت ہوا اور پھر صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد یہاں سے اس کیمپ کی طرف روانہ ہوئے جہاں ہمارا قیام ہے اور پھر اب جمعہ کے لئے آگئے ہیں جہاں جمعہ کے ساتھ عصر کی نماز بھی پڑھی جائے گی۔ پس اس پہلو سے اس طرح باجماعت پانچ نمازیں یہاں ادا کی گئی ہیں کہ اس میں مرد بھی ہیں عورتیں بھی ہیں اور بچے بھی۔ سب خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میں شامل ہیں اور یہ جمعہ اس پہلو سے وہ تاریخی جمعہ ہے کہ جس میں پہلی بار ان غیر معمولی اوقات کے علاقوں میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ؐ کی پیشگوئی کو پورا کرتے ہوئے ہم جمعہ کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ★ عَسٰٓى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن

جلد ۱ | جمعۃ المبارک ۱۰ صفر المظفر ۱۴۱۴ھ، ۳۰ وفا ۱۳۷۲ ہش، ۳۰ جولائی ۱۹۹۳ء | نمبر ۱

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: رشید احمد چوہدری
نائب مدیران: منیر احمد جاوید - عبدالماجد طاہر
اراکین مجلس: نصیر احمد قمر - ملک خلیل الرحمان

مجلس انتظامیہ

صدر: بشیر احمد رفیق
اراکین مجلس انتظامیہ: صفدر حسین عباسی - مبارک احمد ظفر - فہیم عثمان - رشید احمد چوہدری

مکمل پتہ
۱۶- گریسن ہال روڈ - لندن - ایس ڈبلیو ۱۸ - ۵ کیو ایل
16, Gressenhall Road, London. SW18 5QL. U.K
Phone/Fax.081.870.0919

اداریہ

آج سے اسی سال قبل حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد، خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ,,الفضل،، اخبار کی داغ بیل ڈالی تھی۔ آپ اس وقت منصب خلافت پر فائز نہ تھے اور اخبار جاری کرنے کے وسائل بھی موجود نہ تھے لیکن اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے آپ نے جو بیج زمین میں ڈالا تھا، چونکہ اس کے بار آور ہونے کے لئے آپ نے راتوں کو اٹھ اٹھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کی تھیں اور اس سلسلہ میں کسی قربانی سے بھی گریز نہیں کیا تھا اس لئے یہ بیج پھولنا اور پھلنا شروع ہوا اور ایک تناور درخت کی صورت اختیار کر گیا۔ جس سے آج ساری دنیا استفادہ کر رہی ہے۔ اور اخبار الفضل کے ہر قاری کے دل میں حضرت مصلح موعودؓ کے لئے دعائیں نکلتی ہیں اور یہ دعاؤں کا سلسلہ انشاء اللہ تا قیامت جاری رہے گا۔

الفضل روزانہ پہلے قادیان سے اور پھر ربوہ سے باقاعدہ شائع ہوتا رہا اور دنیا بھر میں خریداروں کو بھجوایا جاتا رہا۔ لیکن اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف جو ظالمانہ آرڈیننس جنرل ضیاء نے جاری کیا تھا اس کے نتیجہ میں ,,الفضل،، ربوہ میں رہتے ہوئے اپنا پورا اور بھرپور رول ادا نہیں کر سکتا۔ اور اس کی راہ میں سینکڑوں مشکلات ایسی ہیں جنہیں اس ظالمانہ آرڈیننس کے ہوتے ہوئے حل نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو بیرون پاکستان رہنے والے احمدی قارئین اور غیر از جماعت احباب کی الفضل کے بھرپور رول کے ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے علمی اور روحانی پیاس کا احساس ایک عرصہ سے تھا۔ اور آپ نے اس بات کا جائزہ لینے کے لئے بعض اہل علم احباب سے مشورے فرمائے اور ایک کمیٹی مقرر فرمائی جو اس بات کا جائزہ لے کہ الفضل کا ایک ہفتہ وار انٹرنیشنل ایڈیشن لندن سے شائع کیا جائے۔ اور اس سلسلہ میں مفصل ہدایات سے بھی نوازا۔ حضور کی راہنمائی اور ارشادات کی روشنی میں کمیٹی نے اپنی رپورٹ حضور انور کی خدمت میں پیش کی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اخبار الفضل کا ایک ہفتہ وار انٹرنیشنل ایڈیشن لندن سے شائع کیا جائے۔

حضور اقدس نے اس کمیٹی کی سفارشات کو منظور فرمایا اور اس سلسلہ میں تفصیلی ہدایات سے بھی نوازا، جن کی روشنی میں ,,الفضل ویکلی انٹرنیشنل،، کا پہلا شمارہ آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

قارئین سے ہماری یہ درخواست ہے کہ اس اخبار کو مفید بنانے کے سلسلہ میں اپنی آراء سے ہمیں مطلع فرمائیں اور مضامین اور منظوم کلام بھی بھجوا کر ہماری مدد فرمائیں۔ اور دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ اس اخبار کو اسلام اور احمدیت کی تبلیغ و اشاعت کا ذریعہ بنائے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس سے جو توقعات وابستہ فرمائی ہیں اللہ تعالیٰ ان توقعات پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اللھم آمین

ہے ساعت سعد آئی اسلام کی جنگوں کی
آغاز تو میں کر دوں انجام خدا جانے

ذیلی تنظیمیں عربی اور اردو زبان سکھانے کے متعلق منصوبے بنائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"مذہبی زبانوں میں یعنی وہ زبانیں جو مذہبی مقاصد کے لئے استعمال ہوتی ہیں ان میں سب سے اونچا مقام عربی کا ہے۔ خوش نصیبی سے عربی کا ہر زبان سے ایک تعلق بھی ہے اور وہ تعلق ماں اور بچوں کا تعلق ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف "منن الرحمٰن" میں ثابت فرمایا ہے کہ عربی زبان سب زبانوں کی ماں ہے اور یہ بھی فرمایا کہ عربی زبان نہ صرف پہلی زبان ہے بلکہ الہامی زبان ہے۔ آپ نے وہ بارہ "۱۲" اصول بیان فرمائے جن سے باقی زبانوں کا عربی سے تعلق ثابت ہوتا ہے۔ پس عربی زبان کو ایک اولیت حاصل ہے اور کوئی دنیا کی زبان اس اولیت کو عربی سے چھین نہیں سکتی۔ اور جوں جوں اسلام پھیلے گا عربی دانی کی مزید ضرورت پیش آتی چلی جائے گی۔ جہاں جہاں احمدیت اسلام کا پیغام لے کر پہنچے گی وہاں قرآن سکھانے کا انتظام بھی ہو گا۔ اور بالآخر یہ ہو کر رہے گا کہ عربی دنیا کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ بولی اور سمجھی جانے والی زبان بن کر رہے گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ میری پہلی نصیحت مغربی دنیا میں بسنے والے احمدیوں کو خصوصاً اور باقی احمدیوں کو بھی یہی ہے کہ عربی زبان کی طرف توجہ کریں۔ عربی زبان سکھانے کے بارہ میں ذیلی تنظیمیں تفصیلی منصوبے بنائیں اور مجھے یہ اطلاع دیں کہ ہم نے منصوبے بنا لئے ہیں اور اس حد تک جاری بھی کر دیئے ہیں۔ پھر حسب توفیق اس کام کو بڑھاتے چلے جائیں اور کسی منزل پر چھوڑنا نہیں۔

حضور نے فرمایا دوسری نصیحت میری یہ ہے کہ آپ اردو کی طرف توجہ کریں۔ الہامات کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اکثر تحریرات اردو میں ہیں۔ جب تک آپ اردو نہیں سیکھیں گے آپ حضرت مسیح موعودؑ کی پُر معرفت کتب میں بیان فرمودہ نکات روحانیت سے صحیح معنوں میں آشنا نہیں ہو سکتے کیونکہ ترجمہ میں وہ خوبصورتی اور لطف ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا جو حضورؑ کی اپنی تحریرات کو پڑھنے سے حاصل ہو سکتا ہے۔

حضور نے فرمایا تیسرے نمبر پر ہر ملک کی اپنی زبان ہے۔ اس سلسلہ میں میری نصیحت ہے کہ ہر ملک میں رہنے والے احمدی اپنی اپنی ملکی زبان میں اس قدر مہارت حاصل کریں کہ وہ اس زبان کے استاد بن جائیں۔ اللہ کے فضل سے بعض ممالک میں احمدی بچوں نے اس سلسلہ میں بہت اچھے نمونے قائم کئے ہیں۔ پس میری نصیحت یہ ہے کہ اسلام کے غلبہ کے دن نزدیک تر ہیں اور کوئی بعید نہیں کہ آج جو لاکھوں میں سالانہ بیعتیں ہو رہی ہیں کل وہ کروڑوں تک پہنچ جائیں۔ اس لئے صحیح طور پر زبانیں سیکھنے کی طرف متوجہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ جولائی ۱۹۹۳ء بمقام اوسلو ناروے)

ٹوپی پہننے کو رواج دیں

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ٹوپی سے انسان بہت سی بدیوں سے اس وجہ سے بچتا ہے کہ لوگ آپ سے ان بدیوں کی توقع نہیں کرتے۔ ٹوپی آپ کے مزاج کی تشخیص کر دیتی ہے اور تعین کر دیتی ہے۔ لیکن جہاں تک مسجد میں ٹوپی کا تعلق ہے اس کا ادب سے گہرا تعلق ہے۔ مسجد میں ٹوپی پہن کر جانا سنت کے مطابق ہے۔ اس کا ایک اندرونی روحانی رجحان سے تعلق ہے اس لئے اس کو رواج دیں۔ بچوں کو چھوٹی چھوٹی ٹوپیاں بنا کر دیں، ضروری تو نہیں کہ مہنگی ٹوپیاں ہی ہوں۔ کپڑے کی ٹوپیاں ہی سہی مگر ادب کا ایک نشان ضرور ہیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو ان چیزوں کی طرف بھی واپس لے کر آئے اور ان چیزوں پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(از خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ مارچ ۱۹۹۳ء)

الفضل کی زندگی کے اسی سال

دور نو اور شاندار مستقبل

(از مولانا دوست محمد صاحب شاہد)

جس طرح اخبار الحکم اور بدر کو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دست و بازو ہونے کا شرف حاصل ہے اسی طرح "اخبار الفضل" خلافت احمدیہ کی تاریخ کا حامل، امین اور پاسبان ہے۔ جہاں تک میری تحقیق ہے یہ دنیا کا واحد اردو روزنامہ ہے جو "مختصر جبری تعطل کے سوا" نہایت باقاعدگی اور آب و تاب کے ساتھ ۸۰ سال سے جاری ہے۔ یہ اخبار حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب المصلح الموعود نے ۱۸ جون ۱۹۱۳ء کو مرکز احمدیت قادیان دارالامان سے جاری فرمایا۔ حاجی الحرمین سیدنا نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے اس اخبار کا نام "الفضل" تجویز کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"ہفتہ وار پبلک اخبار کا ہونا بہت ضروری ہے (الفضل ابتداء میں ہفتہ وار تھا ۔ ۲۲ اپریل ۱۹۳۰ء سے یہ ہفتہ میں چار بار چھپنے لگا اور ۸ مارچ ۱۹۳۶ء سے اسے روزانہ کر دیا گیا) ۔ جس قدر اخبار میں دلچسپی بڑھے گی خریدار خود بخود پیدا ہوں گے۔ ہاں تائید الٰہی، حسن نیت، اخلاص اور ثواب کی ضرورت ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دعا بلکہ نصرت الٰہی کی امید بلکہ یقین اور توکلاً علی اللہ کام شروع کر دیں۔"

اخبار کے اغراض و مقاصد میں نئے احمدیوں کی علمی راہنمائی، احمدی جماعت کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم "فداہ ابی و امی" اور صحابہ کی تاریخ سے واقفیت دلانا، دنیا کی ترقی سے آگاہ کرنا، اور جن ممالک میں تبلیغ نہیں ہوئی ان کی طرف توجہ کرنا خاص طور پر شامل تھا۔ اخبار کے لئے ابتدائی سرمایہ حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم، حضرت ام ناصر اور حضرت حجۃ اللہ نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ جیسی مبارک شخصیتوں نے مہیا کیا۔ الفضل کا ابتدائی اسٹاف حضرت قاضی ظہورالدین صاحب اکمل گولیکی، حضرت صوفی غلام محمد صاحب، حضرت ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیر پر مشتمل تھا جو حضرت صاحبزادہ صاحب کے سرگرم معاون تھے۔

الفضل کا ابتدائی دفتر حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے مکان کی نچلی منزل میں قائم کیا گیا۔ اولین کاتب منشی محمد حسین صاحب اور مینیجر عبدالغفور بیگ صاحب تھے۔ حضرت مصلح موعود نے الفضل کے پہلے اداریہ میں نہایت درد بھری دعاؤں کے ساتھ پرچہ کا افتتاح فرمایا اور لکھا اے

میرے مولا! اس مشت خاک نے ایک کام شروع کیا ہے اس میں برکت دے اور اسے کامیاب کر۔ ۔ ۔ ۔ لوگوں کے دلوں میں الہام کر وہ الفضل سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے فیض کو لاکھوں نہیں کروڑوں تک وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی اسے مفید بنا، اس کے سبب سے بہت سی جانوں کو ہدایت ہو

حضرت مصلح موعود ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو حضور نے اخبار کی ادارت پہلے حضرت مرزا بشیراحمد صاحب کو اور بعد ازاں بالترتیب ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی، حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب ہلال پوری اور حضرت قاضی ظہورالدین صاحب اکمل کے سپرد فرمائی۔ ازاں بعد خواجہ غلام نبی صاحب بلانوی کو اس کا مستقل ایڈیٹر نامزد فرمایا۔ جنہوں نے یہ ذمہ داری اس شان کے ساتھ متواتر تیس برس تک سنبھالے رکھی کہ حضرت مصلح موعود نے ان کو "زبردست ایڈیٹر" کے خطاب سے نوازا اور فرمایا" ان کا جماعت پر بہت بڑا احسان ہے اور جماعت ان کے لئے جس قدر دعا کرے وہ مستحق ہیں۔

"الفضل ۱۵ مئی ۱۹۵۶ء ص ۴۔ "

حضرت خواجہ صاحب کے بعد ۱۸ نومبر ۱۹۴۶ء سے تا دم واپسیں ۲۷ جنوری ۱۹۷۲ء تک شیخ روشن دین صاحب تنویر نے نہایت خوش اسلوبی سے یہ فریضہ ادا کیا۔ بعد ازاں مولانا مسعود احمد صاحب دہلوی اس منصب پر فائز ہوئے اور اس کا حق ادا کر دیا۔ ۲۸ نومبر ۱۹۸۸ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر مولانا نسیم سیفی صاحب، سابق رئیس التبلیغ مغربی افریقہ و وکیل التعلیم، ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ اور اخبار لاتعداد مشکلات کے طوفانوں کو چیرتے ہوئے نہایت کامیابی کے ساتھ اپنی منزل کی طرف برق رفتاری سے بڑھنے لگا۔

سیدنا حضرت مصلح موعود نے جب اخبار الفضل جاری فرمایا تو "منکرین خلافت کے زیر اثر" احمدیوں تک نے اس کی زبردست مخالفت کی اور بعض جماعتوں نے اس کی خریداری سے بالکل انکار کر دیا۔ ان ہی دنوں آپ کو خواب میں دکھایا گیا کہ ایک ستارہ ٹوٹا ہے اور بجائے نیچے جانے کے اوپر کی طرف چلا گیا ہے (مکتوب مصلح موعود بنام شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی) ۔ سو الحمد للہ یہ روشن ستارہ اب انگلستان کی اردو صحافت کے آسمان سے بھی طلوع ہو رہا ہے۔ عرصہ ہوا کہ مرکزی اردو بورڈ گلبرگ لاہور نے "برطانیہ میں اردو صحافت" کے نام سے ایک معلومات افروز کتاب شائع کی تھی جس میں کتاب کے لائق مصنف جناب سلطان محمود صاحب مقیم لندن نے بڑی تفصیل سے بتایا کہ لندن سے ۸ اپریل ۱۹۶۱ء کو برطانیہ کا پہلا اردو اخبار مشرق شائع ہوا پھر ایشیا، آفاق، وطن، جنگ، ملت، عوام اور آزاد وغیرہ جرائد کی اشاعت کا آغاز ہوا۔ مصنف نے آخر میں یہ رائے دی کہ " ۔ ۔ ۔ نئی نسل اردو سے بیگانہ ہے ان حالات میں برطانوی اردو صحافت کا مستقبل قطعاً تاریک نظر آتا ہے (صفحہ ۱۴۴) " ۔ مگر ہمیں یقین کامل ہے کہ "الفضل انٹرنیشنل" کے ذریعے برطانوی اردو صحافت ایک انقلابی دور میں داخل ہو رہی ہے۔ اور یہ ہفت روزہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول، حضرت مصلح موعود اور ہمارے مقدس امام عالی مقام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی دعاؤں کی برکت سے خدا کے فضلوں کا منادی بن کر ظاہر ہو رہا ہے۔ اس لئے برطانیہ کی اردو صحافت کا مستقبل نہایت شاندار ہے اور وہ وقت دور نہیں جب تثلیث کدے، خدائے واحد کی عبادت کا مرکز بن جائیں گے اور پوری دنیا توحید کے سرمدی نغموں سے گونج اٹھے گی ؎

مرکز شرک سے آوازۂ توحید اٹھا
دیکھنا دیکھنا مغرب سے ہے خورشید اٹھا
نور کے سامنے بھلا ظلمت کیا ٹھہرے گی
جان لو جلد ہی اب ظلم صنادید اٹھا

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاکیزہ اور شیریں منظوم کلام

شرپہ خالق ہے اس کو یاد کرو
یونہی مخلوق کو نہ بہکاؤ!
کب تلک جھوٹ سے کرو گے پیار
کچھ تو سچ کو بھی کام فرماؤ!
کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو!
کچھ تو لوگو! خدا سے شرماؤ!
عیشِ دُنیا سدا نہیں پیارو
اس جہاں کو بقا نہیں پیارو
یہ تو رہنے کی جا نہیں پیارو
کوئی اس میں رہا نہیں پیارو
اس خرابہ میں کیوں لگاؤ دِل
ہاتھ سے اپنے کیوں جلاؤ دِل

اسیران راہ مولیٰ کے لئے خصوصی دعاؤں کی درخواست

احباب کرام سے درخواست ہے کہ اسیران راہ مولیٰ کی جلد اور باعزت رہائی کے لئے خصوصی دعائیں جاری رکھیں۔ ساہیوال کیس کے اسیران کی اسیری کو نو سال ہو رہے ہیں۔ ان میں مربی سلسلہ مکرم محمد الیاس منیر صاحب بھی شامل ہیں۔ ان کے بیٹے عزیز خالد الیاس کی صحت یابی اور ذہنی اور جسمانی ترقیات کے لئے بھی دعاؤں کی درخواست ہے

خیرات کر اب ان کی رہائی میرے آقا
کشکول میں بھر دے جو میرے دل میں بھرا ہے

برادرم عزیزم مکرم رشید چودھری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ نے نظم کی فرمائش کی، طبیعت سخت مضمحل تھی، میں نے معذرت کر دی۔ رات طبیعت شعر گوئی کی طرف مائل ہوئی تو یہ اشعار ہو گئے۔ اگر تازہ شمارہ کے لئے موزوں ہوں تو چھاپ لیجئے ورنہ داشتہ آید بکار کے طور پر سنبھال رکھئے۔ دل پر بوجھ تھا کہ آپکی فرمائش کی تعمیل کسی نہ کسی رنگ میں ہونی چاہئے۔ دعاؤں کی سخت ضرورت ہے۔

والسلام، ناچیز

ثاقب زیروی۔ ۲۲ جون ۹۳۔

خلافت

سنی ہم نے جس دم نوائے خلافت — ہوئے جان و دل سے فدائے خلافت
ہے عرفانِ اسلام ہر سمت جاری — فلک گیر ہے اب صدائے خلافت
زمانے کی رفتار یہ کہہ رہی ہے — بقا عدل کی ہے بقائے خلافت
کسی کے لبوں پر قصائد جہاں کے — ہمارے لبوں پر ثنائے خلافت
رہے حشر تک وہ ثنا خوان اس کا — جسے اپنا جلوہ دکھائے خلافت
بصیرت جسے دے وہ ربِّ دو عالم — وہی باندھتا ہے ہوائے خلافت
اندھیرے گھروں میں اجالے ہوئے ہیں — گئی ہے کہاں تک ضیائے خلافت
خلافت سہارا ہے ہم غمزدوں کا — اسے رکھ سلامت خدائے خلافت
جسے روح تسلیم کرتی ہے ثاقبؔ — وہی آج ہے رہنمائے خلافت

مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ کا قیام

مرتبہ عبدالماجد طاہر، وکالت تبشیر لندن

جماعت احمدیہ کو قائم ہوئے ایک سو سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج دنیا بھر کے ۱۳۷ ممالک میں جماعت احمدیہ مستحکم ہو چکی ہے۔ اس مضمون میں ہم قسط وار ہر ملک میں احمدیت کے قیام کے متعلق مختصر معلومات افادہ قارئین کے لئے پیش کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط اول)

۱۔ غانا
اس مشن کا قیام حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر کے ذریعہ ۱۹۲۱ء کو عمل میں آیا

۲۔ نائیجیریا
اس مشن کا قیام بھی حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر کے ذریعہ ۱۹۲۱ء کو ہوا۔ جو لندن سے سیرالیون اور پھر غانا سے ہوتے ہوئے ۸ اپریل ۱۹۲۱ء کو لیگوس (نائیجیریا) پہنچے

۳۔ سیرالیون
اس مشن کا آغاز فروری ۱۹۲۱ء میں حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر کے ذریعہ ہوا۔ باضابطہ مشن کا قیام ۱۹۳۷ء میں مکرم مولانا نذیر احمد صاحب علی کے ذریعہ ہوا۔

۴۔ گیمبیا
اس مشن کی بنیاد ایک لوکل نائیجیرین مبلغ مکرم حمزہ صاحب کے ذریعے پڑی۔ اس کے بعد غانا سے ایک لوکل مبلغ مکرم جبرئیل سعید صاحب کو بھجوایا گیا۔ فروری ۱۹۶۱ء میں مرکز سے مکرم الحاج چودھری محمد شریف صاحب گیمبیا تشریف لے گئے۔ آپ ۱۰ مارچ ۱۹۶۱ء کو گیمبیا پہنچے اور اس طرح گیمبیا میں باقاعدہ مشن کا آغاز ہوا

۵۔ آئیوری کوسٹ
اس مشن کا قیام نومبر ۱۹۶۰ء کو مکرم قریشی مقبول احمد صاحب کے ذریعے عمل میں آیا۔

۶۔ لائبیریا
اس مشن کا آغاز مکرم صوفی محمد اسحٰق صاحب نے جنوری ۱۹۵۶ء کو کیا۔ اس سے قبل مبلغ انچارج سیرالیون مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری نے ۱۹۵۲ء میں لائبیریا کا دورہ کیا۔

۷۔ بینن
مکرم احمد شمشیر سوکیہ صاحب پہلے مرکزی مبلغ کے طور پر ۱۹۸۱ء میں بینن تشریف لے گئے۔ ان کے جانے سے قبل نائیجیریا مشن کے تحت جماعتیں قائم ہو چکی تھیں۔

۸۔ کینیا
اس مشن کا آغاز مکرم شیخ مبارک احمد صاحب کے ذریعہ ۲۷ نومبر ۱۹۳۴ء کو عمل میں آیا ۱۹۶۱ء میں جب یہ الگ ملک بنا تو مکرم شیخ مبارک احمد صاحب اس کے پہلے امیر و مبلغ انچارج مقرر ہوئے

۹۔ تنزانیہ
اس مشن کا آغاز مکرم شیخ مبارک احمد صاحب کے ذریعے ۱۹۳۴ء میں ہوا۔ ۱۹۶۱ میں جب ملک الگ ہوا تو اس کے امیر مکرم مولانا محمد منور صاحب مقرر ہوئے۔

۱۰۔ یوگنڈا
اس مشن کا آغاز مکرم شیخ مبارک احمد صاحب کے ذریعہ ۱۹۳۴ء عمل میں آیا۔ ۱۹۶۱ء میں جب ملک الگ ہوا تو مکرم مولانا عبدالکریم صاحب شرما اسکے امیر و مبلغ انچارج مقرر ہوئے۔

۱۱۔ زمبیا
اس مشن کا قیام مکرم شیخ نصیرالدین احمد صاحب کے ذریعہ اکتوبر ۱۹۷۱ء میں عمل میں آیا۔ ۶ جنوری ۱۹۷۲ء کو رجسٹری ہوئی۔ مشن کے باقاعدہ قیام سے قبل اگست ۱۹۵۸ء میں مکرم مولانا محمد منور صاحب نے زیمبیا کا دورہ کیا تھا

۱۲۔ زمبابوے
سب سے قبل مکرم عبدالباسط شاہد صاحب دسمبر ۱۹۸۱ء میں زمبابوے تشریف لے گئے اور وہاں مشن ہاؤس کی عمارت خریدی۔ یکم جنوری ۱۹۸۲ء کو یہ عمارت احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کے نام سے رجسٹر ہوئی اور باقاعدہ مشن کا آغاز ہوا

۱۳۔ زائر
زائر میں ۱۹۷۶ء سے جماعت قائم تھی۔ مکرم صالح محمد خان صاحب نے مئی ۱۹۷۸ء میں زائر کا دورہ کیا۔ پھر ۲۰ جون ۱۹۸۴ء کو مکرم مولوی صدیق احمد صاحب منور مرکز سے زائر تشریف لے گئے اور باقاعدہ مشن کا آغاز ہوا۔

۱۴۔ ماریشس (روڈرگ)
اس مشن کا آغاز حضرت صوفی غلام محمد صاحب کے ذریعہ جون ۱۹۱۵ء میں ہوا۔ جزیرہ روڈرگ میں ۱۹۸۵ء میں جماعت قائم ہوئی۔

۱۵۔ ساؤتھ افریقہ
اس مشن کا قیام مکرم ڈاکٹر یوسف سلیمان صاحب کے ذریعہ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو ہوا۔ ڈاکٹر صاحب جنوبی افریقہ کے باشندے تھے۔ زیادہ تر لندن میں رہتے تھے۔ مارچ ۱۹۴۶ء میں قادیان تشریف لائے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو جنوبی افریقہ کا پہلا مبلغ نامزد فرمایا۔ آپ اکتوبر ۱۹۴۶ء میں جنوبی افریقہ تشریف لے گئے۔

۱۶۔ سینیگال
سب سے پہلے ۱۹۶۱ء میں مکرم قریشی مقبول احمد صاحب نے سینیگال کا دورہ کیا۔ اس کے بعد گیمبیا مشن کے تحت مبلغین دورے پر جاتے رہے۔

۱۷۔ بورکینا فاسو
بورکینا فاسو میں غانا مشن کے تحت ۱۹۸۳ء میں جماعت قائم ہوئی۔ ۱۹۸۶ء میں مشن باقاعدہ رجسٹر ہوا۔

۱۸۔ ملاوی
۱۹۶۵ء میں ملاوی کے ایک دوست مکرم سعید محمد صاحب نے تنزانیہ میں بیعت کی۔ پھر ان کی کوششوں سے ۱۹۷۸ء میں ملاوی کے ایک دوست حاجیری صاحب احمدی ہوئے۔ ان کی کوششوں اور تبلیغ سے متعدد لوگ احمدیت میں داخل ہوئے۔ ۱۹۸۵ء میں مکرم عبدالباسط صاحب مبلغ زیمبیا نے ملاوی کا دورہ کیا۔ اس دورہ کے دوران وہاں باقاعدہ جماعت کا قیام عمل میں آیا۔

۱۹۔ قموروز
جون ۱۹۷۴ء میں ماریشس میں قموروز کے ایک دوست مکرم سعید عمر درویش صاحب نے بیعت کی اور پھر قموروز جا کر ان کی تبلیغ سے دو درجن احباب احمدیت میں داخل ہوئے۔ اب وہاں دو سو سے زائد احباب پر مشتمل جماعت قائم ہے۔ ۱۹۸۱ میں مکرم مولانا صدیق احمد منور نے قموروز کا دورہ کیا اور باقاعدہ جماعت کا قیام عمل میں آیا۔

۲۰۔ مالی
سب سے قبل ۱۹۶۲ء میں آئیوری کوسٹ کے مقامی مبلغ مکرم غزالی صاحب کو مالی بھجوایا گیا جو چند سال وہاں مقیم رہے۔ ان کے جانے سے قبل جماعت کے احباب موجود تھے۔ پھر ان کے بعد مکرم احمد طورے صاحب لوکل مبلغ آئیوری کوسٹ سے مالی کے دورہ پر جاتے رہے۔ ۱۹۸۲ء میں مکرم عمر دراز صاحب مرکزی مبلغ کی حیثیت سے مالی تشریف لے گئے اور باقاعدہ مشن کا قیام ہوا۔

(جاری ہے)

قال اللہ تعالیٰ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّقُوۡلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنۡيَا حَسَنَةً وَّفِى الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۲﴾

اور ان میں سے کچھ (ایسے بھی ہوتے) ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں (اس) دنیا (کی زندگی) میں (بھی) کامیابی (عطافرما) اور آخرت میں (بھی) کامیابی عطافرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ (آمین) (۲۰۲:۲)

جیّد عالمِ دین، مخلص خادمِ سلسلہ، سحر طراز مقرر و مصنّف
محترم مولانا غلام باری سیف صاحب انتقال فرماگئے

ربوہ: احباب جماعت کو دلی افسوس اور رنج سے یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ جماعت احمدیہ کے جیّد عالمِ دین۔ بے حد مخلص اور قدیمی خادم سلسلہ تحریر اور تقریر کے دھنی۔ کئی کتب کے مصنف محترم مولانا غلام باری سیف صاحب صبح ساڑھے سات بجے ہارٹ فیل ہونے سے انتقال فرماگئے۔ آپکی عمر ۷۳ سال تھی آپ کو صبح ساڑھے تین بجے دل کی تکلیف شروع ہوئی۔ پانچ بجے کے قریب آپ کو ہسپتال پہنچایا گیا۔ جہاں فوری طبّی امداد فراہم کی گئی مگر ڈاکٹروں کی تمام تر کوششوں کے باوجود آپ جاں بر نہ ہوسکے۔

مولانا صاحب حدیث، کلام اور سیرۃ کے موضوعات پر خصوصی دسترس رکھتے تھے۔ آپکے شاگردوں کی ایک بہت بڑی تعداد دنیا بھر میں خدمت دین سرانجام دے رہی ہے۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ مولانا موصوف کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبرِ جمیل سے نوازے۔

روزنامہ الفضل۔ ربوہ۔ ۱۴۔ جولائی ۱۹۹۳ء

محترم چوہدری عزیز احمد صاحب باجوہ انتقال فرماگئے

مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب باجوہ ایڈووکیٹ (ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج) مورخہ ۱۱۔ جولائی ۱۹۹۳ء کو رات ۹ بجے لاہور میں رحلت فرماگئے۔ آپ حضرت چوہدری محمد حسین صاحب باجوہ آف سیالکوٹ کے فرزند تھے۔ بفضل اللہ تعالیٰ آپکو ۱/۳ حصہ جائیداد کی وصیت کا شرف حاصل تھا۔ آپ عبادت گذار، با امتیاز غیور احمدی اور بلند پایہ وکیل تھے۔ باوجود پیرانہ سالی کے نہایت اخلاص اور استقلال سے جماعتی مقدمات کی پیروی کرتے رہے۔ آپ کا جنازہ ۱۲۔ جولائی کو ربوہ لایا گیا۔ مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد نے بیت المبارک میں بعد عصر آپ کا جنازہ پڑھایا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین مکمل ہونے بعد آپ نے ہی دعا کرائی۔ محترم چوہدری صاحب موصوف نے اپنے بعد چار فرزند اور تین بیٹیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ احباب کرام سے محترم چوہدری صاحب کی بلندیٔ درجات کے لئے درخواستِ دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ انکی اولاد کو بھی جماعتی خدمات میں ان کے نقشِ قدم پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

روزنامہ الفضل۔ ربوہ۔ ۱۴۔ جولائی ۱۹۹۳ء

الفضل میں اشتہار دیکر تجارت کو فروغ دیں۔ (مینجر)

ریڈیو پر خطباتِ جمعہ نشر ہونے کے متعلق
ضروری اعلان

الحمدللہ کہ اب باقاعدہ ریڈیو پر، SHORT WAVE 16 METER BAND فریکوئنسی (17765) پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطباتِ جمعہ تمام دنیا میں نشر ہونے کا انتظام ہوگیا ہے۔ ریڈیو پر خطبہ سننا چاہیں وہ اس سے استفادہ کرسکتے ہیں۔

مکرم محمد اشرف صاحب شہید آف جلہن ضلع گوجرانوالہ

کا اپنے آقا کے نام آخری مکتوب

(محررہ ۱۵ نومبر ۱۹۹۲)

بخدمت جناب پیارے آقا، پیر و مرشد اور راہبر رہنما حضور پر نور سلامت رہو تا قیامت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد عرض ہے کہ اس جگہ خیریت ہے اور آپ کی خیریت خداوند کریم سے نیک چاہتا ہوں۔ صورت احوال یہ کہ خاکسار نے اس سے پہلے بھی کچھ خطوط ارسال کئے ہیں امید ہے کہ وہ آپ کی خدمت اقدس میں پہنچ گئے ہونگے تو آج پھر حاضر ہو رہا ہوں۔ پیارے آقا آج سب سے پہلے میری درخواست دعا یہ ہے کہ پیارے آقا دعا کریں آج کل ذرا تنگ دستی ہے۔ پیارے آقا دعا کریں اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے کوئی اسباب پیدا فرمائے۔ بار بار دعا کی درخواست ہے۔ کیونکہ خاکسار کے بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ پیارے آقا دعا کریں اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس کام کو مکمل فرمائے گھریلو حالات پہلے بھی آپ کو معلوم ہیں۔ آپ کی دعائیں ہو جائیں گی اللہ تعالیٰ بہتری فرماوے گا۔ حضور انور اب تو میرا کوئی چارہ نہیں کہ جب تک آپ کی دعائیں اپنے ہی کام میں شامل نہ کر لوں دل کو تسلی نہیں ہوتی۔ بڑے لڑکے کی آجکل صحت خراب ہے۔ کھانسی اور نزلہ ہے۔ پڑھائی کا بھی کافی زور ہے۔ میٹرک کا امتحان ہے۔ وقف زندگی ہے۔ ابھی چند منٹ پہلے مربی صاحب فرما گئے ہیں کہ آپ نے وظیفہ لینا ہے۔ ان کی زبان مبارک ہو۔ میرے پاس تو یہی ایک فارمولا ہے کہ خلیفہ وقت کی دعائیں شامل کر لوں تو ہر کام مشکل سے مشکل بھی آسان ہو جاتا ہے۔

پیارے آقا حضور انور عاجز کے لئے بار بار دعائیں کریں۔ پیارے آقا حضور اب عاجز اپنے لئے درخواست دعا کرتا ہے۔ خاکسار نگران وقف نو اور قائد مجلس اور داعی الی اللہ خصوصی چنا گیا ہے۔ بہت کمزور ہوں اس لئے آپ کے آگے حاضر ہو گیا ہوں۔

پیارے آقا! آج سے پہلے چھ سال خاکسار نے دعاؤں کے لئے درخواستیں دی ہیں کہ حضور پر نور دعا کریں کہ میرے پاس کوئی جگہ نہیں۔ جو جگہ ہم نے خریدی ہے وہ دشمنوں نے مقدمہ کر کے قبضہ میں لے لی ہے۔ بظاہر مقدمہ کا فیصلہ بھی ان کے حق میں نظر آتا تھا تو خاکسار نے عرض کی کہ حضور اگر یہ جگہ عاجز کو مل جائے تو اپنے حصہ میں سے ۱/۳ حصہ وقف کرے گا اور مسجد بنے گی۔ پیارے آقا آپ کی دعائیں قبول ہو گئیں۔ جگہ مل گئی پھر یہاں آ گئے۔ پھر مسجد بنوانے کی خواہش تھی تو توفیق نہیں تھی۔ آپ نے دعا کی اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اب اس مسجد کا صرف پلستر اور دروازے رہ گئے ہیں۔

اس میں تقریباً ۹۰ آدمی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ مبارک ہو آپ کو۔ آپ نے اس کا نام "بیت العرفان" تجویز فرما کر اور خوش کر دیا۔ یہ آپ کی دعاؤں کے پھل ہیں جو ہم کھا رہے ہیں۔

حضور پر نور آج اس سلسلہ میں خاکسار حاضر ہوا ہے کہ خاکسار نے دعوت الی اللہ کا کام تو کمزور سا پہلے بھی شروع کر رکھا ہے لیکن اب آگے قدم ملنا ہے۔ حضور انور آپ دعا کریں اللہ تعالیٰ اس کمزور کی تبلیغ کو پھل لگائے تو بقیہ جگہ جو میرے پاس ہے وہ بھی خدا کے حوالے کرنے کو تیار ہوں۔ دعا کریں کہ یہاں ایک جماعت قائم ہو جائے اور جس طرح اللہ نے جسمانی اولاد سے نوازا ہے اسی طرح روحانی ساتھی بھی پیدا فرمائے۔ یہ گاؤں شدید مخالف ہے۔ جب سے اس گاؤں میں آیا ہوں (۱۹۸۹ سے) برادری کا مکمل بائیکاٹ ہے۔ آپ کی دعاؤں کا سہارا اور خدا کے فضل کا سہارا لے کر یہاں گزارہ ہو رہا ہے۔ حضور انور بار بار دعاؤں کی اپیل ہے۔ حضور پر نور آپ کی دعاؤں سے خاکسار کے تمام بچے سوائے ایک کے سکول کے صف اول میں شمار ہیں۔ یہ ہے آپ کی دعاؤں کا پھل۔ نماز کے پابند ہیں قرآن پاک روزانہ تلاوت کرتے ہیں۔ کوئی بھی آدمی گھر کا ہو یا باہر کا جب بھی کوئی کام کہے تو فوراً کہنا مانتے ہیں۔ یہ آپ کی دعاؤں کا پھل ہے ورنہ ہم اس عمر میں جتنے کمزور تھے، خاص کر احمدیت سے پہلے تو وہ خدا ہی جانتا ہے۔ ہمارا ۱۹۸۴ میں احمدیت میں آنا بھی تو محض اللہ کا فضل ہے۔

اب آخر میں ان دو بھائیوں (چودھری شفقت حیات حال کراچی اور مربی یاسین ربانی، ضلع گوجرانوالہ) کے لئے درخواست دعا ہے حضور پر نور دعا کریں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو نیک صالح اولاد سے نوازے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے دینی کاموں میں بھی ترقیات فرمائے آمین۔ اجازت لینے کو تو دل نہیں چاہتا لیکن مجبوری ہے۔ آپ بھی مصروف ہیں۔

خطبہ جمعہ

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(بمقام: مسجد فضل لندن، بتاریخ ۲۳ جولائی ۱۹۹۳ء - ۲۳ وفا ۱۳۷۲ ہش)

مرتبہ:- منیر احمد جاوید

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

جلسہ سالانہ یو کے

" جماعت احمدیہ یو کے، کے جلسہ سالانہ میں اب صرف ایک ہفتہ باقی ہے۔ اگرچہ ہم اس جلسہ سالانہ کو ہمیشہ جلسہ سالانہ یو کے کے نام سے ہی یاد کرتے ہیں مگر میری عارضی ہجرت کے بعد سے چونکہ یہی وہ جلسہ ہے جس میں باقاعدہ جماعت کی نمائندگی میں تمام دنیا سے لوگ آکر شامل ہوتے ہیں اور جس میں خلیفہ وقت کی حاضری ویسی ہی ہوتی ہے جیسے پرانے مرکزی جلسوں میں ہوا کرتی تھی۔ اس لئے عملاً اللہ تعالیٰ نے جماعت یو کے کو یہ سعادت بخشی ہے کہ جلسہ سالانہ مرکزیہ کی نمائندگی میں یہاں ایک جلسہ منعقد ہوتا ہے جو اپنے آداب، اپنے اسلوب، اپنے طریق اور مزاج کے لحاظ سے سب سے زیادہ مرکزی جلسہ سالانہ کے مشابہ ہوتا ہے اور یہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے جو انتظامی ڈھانچے دن بدن مستحکم ہوتے چلے جا رہے ہیں انہی کے نمونے پکڑ کر تمام دنیا کی جماعتوں میں قادیان کی طرز پر جلسہ سالانہ کے انتظام ہو رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ نظام پھیلتا چلا جا رہا ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الٰہی ہدایت اور الہام کے مطابق جلسہ سالانہ کی جو بنیاد ڈالی تھی اس میں انتشار کا ایک پہلو یہ دکھائی دیتا ہے کہ وہ ایک جلسہ ایک جلسہ نہیں رہا بلکہ بیس، پچیس تیس جلسوں میں تقسیم ہو گیا اور وہ وقت دور نہیں کہ ایک سو تیس چونتیس ممالک میں جو جماعتیں اب تک قائم ہو چکی ہیں ان سب میں انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح مرکزی جلسے کے مطابق جلسے ہوا کریں گے لیکن اس کے باوجود ایک فرق ہے اور وہ مرکزی جلسے کی اپنی ایک سعادت اور امتیاز ہے، جو اسی کو رہے گا۔ اس کے نمونے ہیں، اس کے ہم شکل جلسے ہیں، جو پھیلتے چلے جائیں گے۔ یہ تو ایک انتشار فیض ہے جس کے نمونے ہم دنیا میں دیکھ رہے ہیں اور جو انتشار فیض، اللہ کے فضل کے ساتھ بڑھتا چلا جائے گا اور وسعت اختیار کرتا چلا جائے گا۔ ایک فیض کے انتشار کے بعد پھر ارتکاز ہے یعنی چیزوں کا مرکز کی طرف لوٹ آنا اور اجتماعیت کی ایک عالمی شکل دکھائی دینا۔ وہ ارتکاز فیض اب خدا کے فضل سے مواصلاتی سیاروں کے ذریعہ تمام دنیا کی جماعتوں کو نصیب ہو گیا ہے اور اس جلسہ سالانہ پر یہ ارتکاز بڑی شان کے ساتھ جلوہ گر ہو گا اور ساری دنیا کی احمدی جماعتیں خدا کے فضل سے اس سے استفادہ کریں گی۔

موصلاتی سیاروں کے ذریعے ارتکاز فیض

اس ضمن میں ایک نیا اضافہ یہ ہوا ہے کہ ریڈیو کے ذریعہ تمام دنیا میں شارٹ ویو ۱۶۔ میٹر بینڈ پر یہ خطبہ ہر جگہ سنائی دے سکتا ہے۔ آسٹریلیا میں اس سے پہلے شکایت تھی کہ تصویر جو ہے یہ ٹیلی وژن کے ذریعہ پوری طرح صاف نہیں پہنچتی اور بعض حصوں میں پہنچتی ہو گی۔ بعض میں نہیں پہنچتی تھی لیکن دو تین دن ہوئے مجھے آسٹریلیا سے ایک خط ملا ہے جس میں اس بات پر بہت ہی خوشی کا اظہار کیا گیا ہے کہ ریڈیو کے ذریعہ ہم نے اسی طرح بالکل صاف خطبہ سنا ہے۔ جیسے سامنے بیٹھے سن رہے ہوں تو اب ریڈیو کے ذریعہ جو تعلق پھیل رہا ہے اس نے خلاء پر کر دیئے ہیں۔ تصویر ہر جگہ اس لئے نہیں پہنچ سکتی کہ اس کے لئے ڈش انٹینا کی ضرورت ہے۔ بڑے اہتماموں کی ضرورت ہے۔ ہر شخص کو ڈش انٹینا کے مرکز تک پہنچنے کی بھی توفیق نہیں مل سکتی۔ کچھ بیمار ہیں جو گھروں سے نکل نہیں سکتے۔ کچھ عورتیں اور بچے ہیں جن کے لئے ممکن نہیں ہوتا کہ باہر جا کر کہیں خطبہ سن سکیں یا دیکھ سکیں۔ یہ جو بیچ کے خلا تھے یہ تمام کے تمام خدا کے فضل کے ساتھ خطبات کے ریڈیائی انتشار کے ذریعہ پورے ہو چکے ہیں۔ اس ضمن میں مجھے پاکستان کی ایک جیل سے ایک اسیر راہ مولا کا خط موصول ہوا جس کا دل پر بہت گہرا اثر پڑا۔ انہوں نے لکھا کہ ہم پر اللہ کا بڑا احسان ہوا ہے۔ اب ہم ریڈیو کے ذریعہ آپ کا خطبہ براہ راست سن رہے ہیں اور سن سکتے ہیں اور اپنے اپنے سیلوں میں، قیدوں میں ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہوئے بھی ہمیں جماعت کے ساتھ ایک عالمی رابطے کا اتنا گہرا اور پیارا احساس ہوا ہے کہ جس نے قید کی سب تکلیفیں بھلا دی ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیواریں اب ہماری راہ میں حائل نہیں ہو سکتیں۔ ہم اسی طرح ہی جماعت کا ایک جزو ہیں جس طرح وہ آزاد احمدی جو دنیا میں پھر رہے ہیں اور اس وساطت سے طبیعت میں جو ایک لذت پیدا ہوئی ہے، جو سرور حاصل ہوا ہے اس کو بیان نہیں کیا جا سکتا تو یہ سارے خدا تعالیٰ کے احسانات ہیں اور وہی توحید کا ہی مضمون ہے جو آج عملی صورت میں جاری و ساری ہے۔ ہم عاجز گنہگاروں اور کمزوروں کے سپرد اللہ تعالیٰ نے یہ کام کیا تھا کہ تمام دنیا کی قوموں کو امت واحدہ میں تبدیل کر دو۔ ہم پر یہ ذمہ داری ڈالی تھی کہ دنیا سے تمام سعید روحوں کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرو اور وہ ہاتھ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ ہے۔ اس ہاتھ پر اکٹھا کرنے کے لئے ہماری مجبوریاں، ہماری بے کسیاں، ہماری بے بساطی حائل تھیں اور ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ہم میں یہ طاقت ہوئی کہ تمام دنیا کو ایک امت واحدہ میں تبدیل کر دیں مگر دیکھتے دیکھتے آسمان سے وہ تقدیریں نازل ہوئی ہیں جنہوں نے اس دور کے خواب کو آج کی ایک حقیقت میں تبدیل کر دیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے اور ان احسانات کا جتنا بھی آپ شعور حاصل کریں گے اتنا زیادہ طبیعت حمد کی طرف مائل ہو گی اور خدا کے حضور سجدہ ریز ہو گی۔ یہ احسان ایسا نہیں کہ ایک دو باتوں اور ایک دو تذکروں میں اس کی تفاصیل بیان ہو سکیں۔ اتنے گہرے اور مستقل اور اتنے وسیع اثرات اس نئے دور میں اس ذریعہ سے جاری ہو چکے ہیں اور ساری دنیا کے احمدی اس شدت سے اس کیفیت کو محسوس کر رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا ایک عظیم فضل نازل ہوا ہے جس نے گرتی اور بعض جگہ لڑکھڑاتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیا ہے۔ مضبوط ہاتھوں میں تھامی گئی ہے۔ مضبوط رشتوں میں باندھی گئی ہے اور ساری دنیا کی ایک جماعت ہونے کا احساس جس شدت کے ساتھ اس دور میں ابھرا ہے اس کا اس سے پہلے تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

اسیران راہ مولا کو اسلام علیکم

پس میں اس خطبہ کے ذریعہ جو آج پاکستان کی جیلوں میں بھی سنا جا رہا ہے خصوصیت کے ساتھ اپنے ان اسیران راہ مولا کو السلام علیکم کہتا ہوں اور مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ ہی کی دعائیں ہیں، آپ ہی کی قربانیاں ہیں اور آپ جیسوں کی دعائیں اور آپ جیسوں کی قربانیاں ہیں، ان شہداء کا خون ہے جو رنگ لا رہا ہے۔ آپ کی آہیں اور سسکیاں ہیں جو ایک عالمی آواز میں تبدیل ہو گئی ہیں۔ ان شہداء کا خون ہے جو ایک منظر بن کر سب دنیا میں ابھر رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا بہت ہی احسان ہے۔ ہم سب آپ قربانی کرنے والوں کے ممنون احسان ہیں کہ جس نے خدا کے فضل اس شان سے کھینچے ہیں اور اس قوت سے آسمان سے یہ فضل نازل ہونے شروع ہوئے ہیں کہ دنیا کی کوئی طاقت اب ان کو نہیں روک سکتی۔ ان کے بس کی بات نہیں رہی۔

یہ دوست جن کا میں خصوصیت سے ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ رانا نعیم الدین صاحب ہیں۔ محمد الیاس منیر مربی سلسلہ۔ محمد حاذق رفیق طاہر۔ چودھری عبدالقدیر صاحب۔ چودھری نثار احمد صاحب۔ ان میں سے پہلے تین تو شادی شدہ ہیں اور بچوں والے ہیں اور آخری دو غیر شادی شدہ ہیں۔ یہ ۹ سال سے جیل میں ہیں۔ ان کے لئے خصوصیت سے دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی ظاہری مشکل کے دن بھی کاٹ دے۔ جس طرح روحانی لذتوں کے سامان فرمائے ہیں، آزادی کی وہ ظاہری نعمتیں بھی ان کو عطا کرے جس میں ہم تو شریک ہیں مگر یہ شریک نہیں ہیں۔

جلسہ سالانہ اور ہماری ذمہ داریاں

اس کے بعد جیسا کہ دستور ہے آنے والے جلسے کی ذمہ داریوں سے متعلق منتظمین کو خصوصیت سے اور آنے والے مہمانوں کو بھی اور یہاں خدمت کرنے والے میزبانوں کو بھی مخاطب ہوتا ہوں۔ ان کی خدمت میں کچھ باتیں عرض کرنی چاہتا ہوں۔ یہ جلسہ جیسا کہ آپ جانتے ہی ہیں، ایک عالمی جلسہ ہے۔ ایک خاص اعلیٰ مقصد کی خاطر منعقد ہوتا ہے اور بہت سے لوگ بڑی تکلیفیں اٹھا کر، بہت اموال کا خرچ کر کے اپنے اوقات صرف کرتے ہوئے اس جلسے کا انتظار کرتے ہیں اور بڑی امنگوں اور شوق سے اس میں شامل ہوتے ہیں۔ ہر آنے والے کے ذہن میں ایک تصویر ہے اور وہ تصویر یہ نہیں ہے کہ ہم دنیا کی لذتیں یا نمائشیں دیکھنے جا رہے ہیں بلکہ اس کے بالکل برعکس یہ تصویر ہے کہ ہم ایسے روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے جا رہے ہیں جس کے نتیجہ میں ہمیں باقی رہنے والی عظیم روحانی لذتیں عطا ہونگی۔ پاک تبدیلیاں ہمارے اندر بھی رونما ہونگی اور لوگوں میں بھی یہ تبدیلیاں رونما ہوتے ہوئے ہم دیکھیں گے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ جلسہ میں ہمیشہ یہ دونوں باتیں بالکل صداقت کے ساتھ بعینہ اسی طرح پوری ہوتی ہیں۔ آنے والے پاک تبدیلیاں ہوتی ہوئی محسوس کرتے ہیں اور محسوس ہونے والی یہ تبدیلیاں ان کے چہروں پر ان کے تبدیل ہونے والے آثار میں ظاہر ہوتی ہیں اور دیکھنے والے محسوس کرتے ہیں کہ کچھ ہو رہا ہے۔ جو آئے تھے یہ وہ نہیں رہے بلکہ بدل کر جا رہے ہیں اور یہ احساس کسی تعلیم کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک مسلسل مشاہدے کا نتیجہ ہے۔ بچپن سے میں جلسہ سالانہ میں مختلف حیثیتوں سے شریک ہوتا آرہا ہوں لیکن کبھی ایک دفعہ بھی مجھے یاد نہیں کہ جلسہ سالانہ میں شمولیت سے پہلے اور شمولیت کے بعد کی کیفیت ایک جیسی ہو یا آنے والے مہمانوں میں اور قادیان کے بسنے والوں یا ربوہ کے بسنے والے مقامی لوگوں میں پاک تبدیلیاں پیدا ہوتی ہوئی دکھائی نہ دیں۔ یہ وہ منظر نہیں ہے جو آنکھوں سے چھپا رہے۔ لوگوں کی کیفیات ہیں مگر اجتماعی نظاروں میں تبدیل ہو جایا کرتی ہیں۔ پس اس شان کا جلسہ دنیا کے پردہ پر کہیں اور نہیں منایا جاتا جس شان کا جلسہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوا اور آپ اس کے آداب ہمیں سکھلا گئے۔ اس ضمن میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کچھ تحریرات ہیں جو اس جلسہ سے توقعات کے سلسلہ میں ہیں وہ میں انشاء اللہ جلسہ کے آئندہ خطبہ میں پیش کروں گا۔ اس وقت جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کچھ عمومی نصیحتیں کرنی چاہتا ہوں جن کا تعلق مہمانوں سے بھی ہے اور میزبانوں سے بھی۔

جلسہ سالانہ کی انتظامیہ کو نصائح

جہاں تک انتظامیہ کا تعلق ہے، خدا کے فضل سے رفتہ رفتہ ارتقائی منازل طے کرتی ہوئی اب جلسہ کی انتظامیہ بہت پختہ اور مضبوط اور باسلیقہ ہو چکی ہے۔ اس پہلو سے ان کو کسی توجہ دلانے یا نصیحت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں۔ روزمرہ ان سے رابطہ ہے۔ جو بات سمجھ میں نہ آئے مجھ سے پوچھ لیتے ہیں۔ ہر اہم فیصلے سے پہلے مجھے بات بتا کر اجازت لے لیتے ہیں۔ اس لئے یہ جو مسلسل رابطہ ہے یہی میرے اور ان کے درمیان افہام و تفہیم کا ایک ذریعہ ہے اور ان کو پبلک میں اس طرح خطبات کے ذریعہ کسی نصیحت کی ضرورت نہیں ہے لیکن چونکہ ایسے جلسے سب دنیا میں منعقد ہوتے ہیں اس لئے جلسہ کے ذکر میں اگر انتظامیہ سے متعلق بھی کچھ نہ کچھ باتیں ہو جائیں تو یہ بے فائدہ نہیں ہونگی کیونکہ اور جلسے منانے والے منتظم ان سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔

انتظامیہ کی جان یکجہتی میں ہے اور انتظامیہ کا سربراہ ایک مرکزی نقطہ ہوتا ہے۔ دنیا کی انتظامیہ میں یہ مرکزی نقطہ گویا دماغ ہے مگر جماعت کی ہر انتظامیہ میں جیسا کہ جماعت کا اپنا حال ہے یہ مرکزی نقطہ دماغ بھی ہوتا ہے اور دل بھی ہوتا ہے۔ انتظامیہ کا اگر اعصابی رشتہ دماغ سے ہو تو ایسی انتظامیہ بسا اوقات کئی قسم کی چپقلشوں کا شکار ہو جاتی ہے۔ کئی قسم کی دل آزاریوں اور ٹھوکروں کے نتیجہ میں اس میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے اور محض دماغی اعصابی رشتے کسی انتظامیہ کو ایک صالح نظام میں تبدیل نہیں کر سکتے۔ اس کے ساتھ قلبی رشتوں کا ہونا بھی ضروری ہے جیسا کہ خلافت کا مضمون آپ خوب سمجھتے ہیں۔ ساری جماعت کا خلیفہ وقت سے صرف ذہنی رشتہ نہیں ایک قلبی تعلق بھی ہے اور دونوں رشتے بیک وقت مضبوط اور متوازی ہیں اور ہم آہنگ ہو کر ایک رشتے میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ بعینہ یہی نقشہ جماعت احمدیہ کی ہر انتظامیہ میں جاری ہونا ضروری ہے۔ امیر سے روزمرہ کے کاموں میں یہی تعلق ہونا چاہئے اور جلسے کی انتظامیہ میں تمام منتظمین کا خواہ وہ بڑے عہدہ پر ہوں یا چھوٹے عہدہ پر ہوں اپنے مرکزی افسر سے ویسا ہی

رابطہ ہونا چاہئے۔ بعض دفعہ مرکزی افسر کو مجبوراً ڈانٹنا بھی پڑتا ہے۔ معمولی تعزیری کاروائیاں بھی کرنی پڑتی ہیں مگر دل کا رشتہ ایسے تعلقات کو سنبھالے رکھتا ہے۔ ماں باپ بھی تو ڈانٹتے ہیں، اس کے نتیجہ میں بچے باغی ہو کر منہ پھیر کر دوسری طرف تو نہیں چلے جایا کرتے۔ گستاخ تو نہیں ہو جاتے لیکن غیر ڈانٹ کر دیکھے تو پھر وہی بے ادب بچے دیکھیں اس کو کیا مزہ چکھاتے ہیں۔ استاد کی بات بھی بعض دفعہ اسی لئے نہیں مانتے کہ انتظامی رشتہ ہے قلبی رشتہ نہیں تو خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کہ ایک زندہ خاندانی رشتوں میں باندھا ہوا ہے۔ جو ذہن سے بھی تعلق رکھتے ہیں، قلب سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ پس اپنے افسروں سے محض اطاعت کا سلوک نہ کریں بلکہ محبت کا سلوک کریں۔ ادب کا سلوک کریں اور اگر ہر افسر کے دل میں یہ یقین ہو جائے کہ میرے تمام ماتحتوں کا مجھ سے ذہنی اور قلبی تعلق بہت مضبوط ہے تو ناممکن ہے کہ ایسا افسر ہر وقت ان کی دلداری میں مصروف نہ رہے۔ وہ ان کے ناز بھی اٹھاتا ہے اور اگر کبھی سختی کرتا ہے تو سخت مجبوری کی حالت میں اور ایسی صورت میں جس پر سختی کی جاتی ہے اس کا حق ہے فرض ہے بلکہ اس کا مزاج یہ ہونا چاہئے، اس کی فطرت ثانیہ یہ بنی چاہئے کہ وہ خوشی سے برداشت کرے اور اس بحث میں نہ پڑے کہ میری غلطی اتنی تھی کہ نہیں جتنی بیان کی جاتی ہے اور یاد رکھے کہ غلطی تو ویسے بھی ایک ایسا نازک معاملہ ہے کہ غلطی کرنے والا انسان بسا اوقات اپنی غلطی کا شعور ہی نہیں رکھتا اور اپنے دفاع کا ایسا مادہ انسان میں پایا جاتا ہے کہ غلطی کر کے وہ غلطی دکھائی ہی نہیں دیتی بلکہ اس کے خلاف اگر کوئی نشاندہی کرے تو دل میں بڑا سخت غصہ پیدا ہوتا ہے۔ طبیعت اس کے خلاف بغاوت کرتی ہے۔ انسان ضد کرتا ہے کہ اس میں ہرگز میری غلطی نہیں تھی۔ اب غلطی ہو یا نہ ہو۔ اگر مزاج وہی ہو جو میں نے بیان کیا ہے تو انسان بغیر غلطی کے بھی سختی کو پیار اور محبت اور ادب کے ساتھ برداشت کرتا ہے اور ایسی صورت میں اس کو غلطی دکھائی بھی دینے لگتی ہے۔ یہ میرا تجربہ ہے۔ وہ لوگ جو یہ تعلق رکھتے ہیں کہ آپ نے کہا ہے تو ٹھیک کہا ہے ہم سے غلطی ہو گئی ہوگی ان کا یہ تعلق بڑی جلدی ایسے تعلق میں تبدیل ہو جاتا ہے کہ وہ دیکھنے لگ جاتے ہیں اور پھر یہ کہتے ہیں کہ آپ نے ٹھیک توجہ دلائی ہے۔ یہ مخفی بت ہمارے دل میں موجود تھا۔ اب آپ نے بتایا تو دکھائی دینے لگا تو یہ ایک ارتقائی اصلاحی رشتہ ہے جو ترقی پذیر رہتا ہے۔ ہمیشہ اس کے نتیجہ میں دونوں طرف اصلاح رہتی ہے تو منتظمین جو اس موجودہ جلسہ کی کاروائی کو سنبھال رہے ہیں یا آئندہ دوسری جگہوں پر سنبھالیں گے ان سب کو میری یہی نصیحت ہے کہ اچھے انتظام کا یہ مرکزی نقطہ ہے اس کو خوب سمجھیں اور اس پر مضبوطی سے قائم ہو جائیں۔ جو منتظم ہے اس کا فرض ہے کہ اپنے ماتحتوں سے اس طرح محبت اور پیار کا سلوک کرے جس طرح ماں باپ کرتے ہیں مگر جاہل ماں باپ کی طرح نہیں جو غلطیوں سے بھی صرف نظر کرتے ہیں یہاں تک کہ ایک بچہ بدکنے لگتا ہے۔ بے راہ رو ہو جاتا ہے۔ بھٹکنے لگ جاتا ہے۔ ایسے ماں باپ کی طرح جن کی محبت کا جوش ان کے اصلاح کے ہاتھ میں روک نہیں بنتا بلکہ اس کو توازن عطا کرتا ہے۔ محبت کے جوش اور اصلاح کے ہاتھ میں اگر توازن پیدا ہو جائے تو غلطی کے نتیجہ میں اس کو بے وجہ نظر انداز نہیں کیا جاتا مگر اصلاح کی خاطر چونکہ کاروائی کی جاتی ہے اس لئے اس میں دل کا جوش اور غیظ و غضب شامل نہیں ہوتا۔ ایسا ہاتھ اگر تھپڑ بھی مارتا ہے تو وہ تھپڑ پہلے اپنے دل پر لگتا ہے اور اس کی تکلیف بعض دفعہ اس سے بہت زیادہ لمبے عرصہ تک تھپڑ مارنے والے کو رہتی ہے بہ نسبت اس کے جس کو یہ تھپڑ پڑا تھا۔ ایسی مائیں بھی ہیں، ایسے باپ بھی ہیں جن کو مجبوراً یہ کاروائی کرنی پڑتی ہے اور بعد میں اس دکھ سے تڑپتے ہیں کہ ہم اپنے بچے کو یہ تکلیف پہنچانے پر مجبور ہو گئے۔ نظام کی زندگی کی یہ وہ روح ہے جس سے نظام زندہ ہوتا ہے اور ہمارا تعلق ایک زندہ نظام سے ہے، ایک ایسے زندہ نظام سے ہے جس نے ہزاروں سال تک جاری رہنا ہے بلکہ یہ آخری نظام ہے کیونکہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد پھر اور کوئی نظام دنیا میں جاری نہیں ہوگا۔ یہ اسی نظام کے آخرین کا جلوہ ہے جس کے ہم نگران اور خادم بنائے گئے ہیں۔ پس لمبی باتوں کی بجائے میں انتظامیہ کو صرف اتنا کہوں گا کہ اس مرکزی روح کو ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھیں اور اپنی سوچوں اور اپنے اعمال میں اس کو جاری و ساری رکھیں تو باقی سارے تفصیلی جھگڑے آسانی سے طے ہو جاتے ہیں اور انتظام نہایت عمدگی سے جاری ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے انتظام میں ہمیشہ برکت پڑتی ہے۔

جلسہ پر آنے والوں کو نصیحت

دوسری بات میں جلسے پر آنے والوں سے یہ کہوں گا کہ وہ بھی انتظامی کمزوریوں پر محبت کی نظر ڈالا کریں۔ بخشش کی نظر ڈالیں اگرچہ اصلاح کی نظر بھی ساتھ رہے۔ اگر اصلاح کی نظر بخشش کی نظر کے سائے میں آگے بڑھتی ہے تو اس میں تلخی نہیں آتی۔ اس میں کاٹنے کا مادہ پیدا نہیں ہوتا۔ وہ نظر کسی کو چبھتی نہیں ہے لیکن اگر کسی کی نظر میں محبت کا مادہ نہ ہو اور اصلاح کا نہیں بلکہ تنقید کا مادہ ہو اور محبت کے فقدان سے لازماً ہر نظر منفی تنقید میں تبدیل ہو جایا کرتی ہے۔ اس کے نتیجہ میں اصلاح تو نہیں ہوتی لیکن دل آزاریاں بہت ہوتی ہیں۔ قرآن کریم نے ایسی نظروں کا بھی ذکر فرمایا ہے ایسی زبانوں کا بھی ذکر فرمایا ہے، جو محبت پر نہیں بلکہ نفرت پر مبنی ہوتی ہیں اور اس کا نتیجہ سوائے ہلاکت کے اور کچھ بھی نہیں نکلتا تو ہم نے تو جو بھی سوچنا ہے، جو بھی محسوس کرنا ہے، اس کے نتیجہ میں ہمارا جو ردعمل ہونا ہے وہ تمام بنی نوع انسان کی اصلاح کی خاطر ہونا ہے۔ اس لئے اپنے انتظام کو اپنا انتظام سمجھ کر بجائے دوسروں کو شرمندہ کرنے کے۔ اس کی کمزوریوں کی شرمندگی خود محسوس کریں۔ غیر کی نظر سے تنقید کرنے کی بجائے یوں محسوس کریں جیسے آپ اپنے وجود پر تنقید کر رہے ہیں۔ اور پھر اس کی اصلاح میں حصہ ڈالیں اور ادب کے ساتھ، محبت کے ساتھ ان لوگوں کو توجہ دلائیں۔ اس روح کے ساتھ توجہ دلائیں جس کا ذکر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یوں فرمایا ہے، المومن مراۃ المومن۔ مومن دوسرے مومن کا شیشہ ہوتا ہے۔ جب بھی کوئی اسے دیکھے خاموش زبان سے سچائی کے ساتھ اس کی کیفیت بیان کر دیتا ہے مگر طعن و تشنیع نہیں ہوتی۔ پس وہ شیشہ جو صاف گو ہو لوگ اس کو توڑ تو نہیں دیا کرتے نہ وہ کسی کا دل توڑتا ہے بلکہ لوگوں کو اور زیادہ پیارا ہوتا ہے لیکن وہی شیشہ اگر دوسروں کو عیوب دکھانے لگ جائے تو ایسے شیشے کو لوگ جہنم میں پھینک دیں۔ ایک کوڑی کی بھی اس کی قدر نہ کریں۔ پس مومن ایک دوسرے کا بھائی ہے۔ اس نظر سے تنقید کریں جیسے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے شیشے کی تمثیل سے ہمیں سمجھائی ہے اور اس میں تاخیر نہ کیا کریں جتنی جلدی کوئی نقص متعلقہ افسر تک پہنچے اتنا ہی بہتر ہے۔ اتنی جلدی اس کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ پہلے ایک دفعہ یہ رجحان پیدا ہو گیا تھا کہ یہاں سے واپس جا کر لوگ نہ صرف انتظامیہ کے بلکہ احباب جماعت یوکے کے بھی شکوے شروع کر دیا کرتے تھے اور لمبے لمبے تنقیدی خط آ جایا کرتے تھے۔ وہ باتیں میں ان تک اصلاح کی نیت سے پہنچاتا تھا مگر مجھے اس سے ہمیشہ دو طرح سے تکلیف پہنچتی تھی۔ ایک تو یہ کہ یہ کوئی اچھا کردار نہیں ہے کہ انسان ایک نقص کو دیکھے اور اس کو دل میں پال لے۔ دور کر سکتا ہو مگر نہ کرے اور باہر جا کر نہ صرف مجھے اطلاع دے کہ وہاں یہ یہ باتیں ہوئی۔ یہ کوئی جلسہ تھا؟ اس میں یہ خرابیاں تھیں بلکہ مجالس میں ان باتوں کو بیان کرتا پھرے۔ ایسے شخص کی تنقید اسی طرح کی تنقید ہے جیسے بعض زبانوں کا قرآن کریم میں ذکر ملتا ہے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ دلوں کو کاٹیں، چرکے لگائیں اور کوئی بھی اس کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ جب کسی خرابی کو دیکھو تو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا فرمان یہ ہے کہ ایمان کا اتنا اظہار تو کرو کہ اس کو ناپسند کرو لیکن یہ اول ایمان کی نشانی نہیں ہے۔ اول ایمان کی نشانی یہ ہے کہ اگر اس کو ہاتھ سے دور کر سکتے ہو تو دور کرو۔ اگر زبان سے اسکی اصلاح کر سکتے ہو تو کرو۔ یہ دو باتیں نہ ہو سکیں تو پھر دل میں رکھو۔ پھر پروپیگنڈا کا کوئی حق نہیں۔ پھر دل کی تکلیف کو دعاؤں میں بے شک بدل دو اس سے بھی فائدہ پہنچتا ہے لیکن یہ کہ اس دل کو ایک کینہ بنا لو، اس کے نتیجہ میں منتظمین کو تحقیر کا نشانہ بناؤ اور سمجھو کہ خدمت کرنے والے تو بڑے ہی جاہل اور بے وقوف تھے۔ ہمیں دکھائی دے رہا تھا کہ یوں ہونا چاہئے اور یوں نہیں ہونا چاہئے۔ یہ مخفی تکبر ہیں جو ایسے لوگوں پر ظاہر ہو جایا کرتے ہیں مگر بنیادی طور پر متکبر کا ردعمل یہی ہوا کرتا ہے۔ جماعت احمدیہ تو متکبرین کی جماعت نہیں ہے۔ اس میں تکبر کو کوئی جا نہیں ہے۔ انکسار کے ساتھ، محبت اور خلوص کے ساتھ تنقید اس طرح کریں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ہاتھ سے دور کر سکیں تو دور کریں۔ بعض جہلاء اس کا یہ مطلب سمجھتے ہیں، کہ مثلاً ایک عورت ہے جو پردہ نہیں کر رہی اس کی چادر زبردستی کھینچ کر اس کے منہ پر ڈال دو یا زبان سے اس کو سختی سے کہا کہ تم کیا کر رہی ہو۔ خبردار! چہرہ چھپاؤ۔ یہ بدتمیزیاں ہیں۔ یہ اس روح کے بالکل منافی اور مخالفانہ بات ہے، جو روح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشاد میں ملتی ہے۔ آپ مکہ کی گلیوں میں اس طرح تو نہیں چلا کرتے تھے۔ بڑی مکروہات دیکھا کرتے تھے۔ بہت بری باتوں کو سننا پڑتا تھا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ دوسروں کو وہ نصیحت کریں جس پر خود عمل پیرا نہ ہوں۔ کب پکڑ پکڑ کر عورتوں کے چہرے ڈھانپا کرتے تھے۔ کب پکڑ پکڑ کر لوگوں کی شلواریں اونچی کیا کرتے تھے۔ یہ محض جہالت کی باتیں ہیں جو بڑی گستاخی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے فرمان کی طرف منسوب کی جا رہی ہیں۔ ہاتھ سے درست کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً ایک گندی نالی ہے۔ چند لوگ کام کر رہے ہیں تو آپ اس کو صاف کریں اور اگر نہیں بھی کر رہے تو صرف برا نہ بنائیں۔ اس گند کو اپنے ہاتھ سے اٹھا کر دور کرنے کی کوشش کریں۔ جلسہ کے انتظام ہو رہے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ وہاں ایک جگہ خدمت کرنے والوں کی ضرورت ہے۔ خرابی پیدا ہو رہی ہے۔ اگر آپ دوڑ کر اس موقعہ پر آگے بڑھ کر اس خدمت میں حصہ نہیں لیتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق ایمان کی اعلیٰ حالت پر قائم نہیں ہیں۔ پس وہ خرابیاں مراد ہیں جو معاشرے کی ایسی خرابیاں ہیں جس میں معاشرہ مدد طلب کرتا ہے جس میں انسانی فطرت مطالبہ کرتی ہے کہ آؤ اور شوق سے حصہ لو۔ یہ وہ مواقع ہیں جن کا اس حدیث سے تعلق ہے اور ہر ایسے موقعہ پر خدمت میں آگے بڑھنا اور برائیوں اور خرابیوں کو ان معنوں میں اپنے ہاتھ سے دور کرنا کہ جہاں عرف عام میں یہ بات بد اخلاقی اور بدتمیزی نہ ہو غیروں کے معاملہ میں دخل اندازی نہ ہو بلکہ معاشرے کا گویا تقاضا ہے کہ میری مدد کرو۔ ایک بیمار اگر سہارے کا محتاج ہے اور دوڑ کر آپ سہارا نہیں دیتے تو آپ اس حدیث کی روح کو نہیں سمجھتے۔ جب دوڑ کر سہارا دیتے ہیں تو پھر یہ وہ مداخلت ہے جو بے جا مداخلت نہیں ہے۔ انسانی فطرت اس کا تقاضا کرتی ہے۔ پس اس روح کے ساتھ جلسہ سالانہ میں شرکت کرنی چاہئے۔ میں ابھی تک تنقید کرنے والوں کو مخاطب ہوں، اسی گروہ کو جن کا پہلے ذکر کیا تھا کہ وہ باہر بیٹھ کر تنقیدیں کرنے کا تو کوئی حق نہیں رکھتے۔ زیادہ سے زیادہ دل میں برا منانے کا حق ہے۔ اول روح پر کیوں قائم نہیں ہوتے جو کمزوریاں دیکھتے ہیں ان کو دور کرنے میں مدد کیا کریں۔ منتظمین کی خدمت میں حاضر ہوں۔ ان سے کہیں کہ ہم نے یہ بات دیکھی ہے۔ ہو سکتا ہے آپ کی استطاعت میں نہ ہو۔ انتظامی کمزوری کارکنوں کی کمی کی وجہ سے ہو تو ہم حاضر ہیں۔ ہم سے کام لیں اور خدا کے فضل سے قادیان کے زمانے سے بھی مجھے یہی یاد ہے اور ربوہ میں بھی یہی کہ ہمیشہ جماعت کی اکثریت اسی روح کے ساتھ خرابیوں کو دور کیا کرتی تھی۔ پھر زبان سے دور کرنا اس روح کے منافی نہیں ہونا چاہئے جو روح آئینے کی روح ہے۔ ایک طرف آئینے کی تمثیل ہے۔ وہ بھی تو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مبارک کلمات ہیں اور ایک طرف زبان سے بدی کو روکنا ہے۔ ان دونوں کے درمیان دو صورتیں دکھائی دیتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ مومن غلطی کر رہا ہے کیونکہ وہاں مومن کو مومن کا بھائی قرار دیا گیا ہے۔ ایسی صورت میں اس غلطی کو اسی طرح ادب سے چھپا کر دوسرے کی عزت نفس قائم کرتے ہوئے اسے سمجھانا چاہئے۔

سلیقے اور ادب سے نصیحت کریں

دوسری صورت یہ ہے کہ ایک غیر مومن ایک بدی کا شکار ہے تو اسے ایسے انداز سے نصیحت کرنا جس سے نصیحت فائدے کی بجائے نقصان دے دے تو یہ بہت ہی بڑی حماقت ہوگی۔ اگر شیشہ ایسے عیوب دکھانے لگے کہ جس کے اوپر دیکھنے والا غصہ کھائے اور نفرت کی نگاہ سے شیشے کو دیکھے تو کسی کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ وہ روح اگرچہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خاصۃً مومن اور مومن کے درمیان رشتے کی شکل میں بیان فرمائی ہے مگر مومن کا ایک فیض عام بھی تو ہے۔ اس فیض عام کے تابع یہ ہدایت ہے کہ دوسروں کو بھی نصیحت کرو۔ غیروں کو بھی نصیحت کرو اور وہ اسی طرح کرو جس طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خود کیا کرتے تھے۔ ایک بھی واقعہ ایسا نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہو اور تیز زبان سے نصیحت کی ہو۔ ساری سیرت کا مطالعہ کریں کہیں ادنیٰ سا واقعہ بھی آپ کو دکھائی نہیں دے گا۔ ملانوں نے پھر کس طرح تعبیریں کر لیں جس تعبیر کے ایک ایک جزو کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرت کا ایک ایک فعل دھتکار رہا ہے اور رد کر رہا ہے۔ سارا کردار اس کے مخالف ہے۔ پس جب غیروں کو بھی نصیحت کرو تو اس طرح کرو جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم عزت اور وقار کے ساتھ دوسروں کی عزت نفس کا خیال

رکھتے ہوئے حیرت انگیز پاکیزگی کے ساتھ نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ (حجر:۹۵)

تو اس وقت آپؐ ایک پہاڑی پر چڑھ کر جب قوم سے مخاطب ہوئے تو دیکھیں کہ کتنے پیار کے ساتھ، کتنی نرمی کے ساتھ ان کو رفتہ رفتہ نصیحت کے مضمون کی طرف لائے ہیں۔ پھر جب قوم نے برا ردعمل دکھایا تو یہ قوم کا قصور تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کا نہیں تھا۔ پس ایسی نصیحتوں کو اختیار کرنا جن سے لوگ متنفر ہوں اور دور بھاگیں یہ سنت نہیں ہے۔ یہ مخالفین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کا کردار ہے جسے ہم کسی صورت اپنا نہیں سکتے۔ پس جلسے میں بھی اسی نصیحت کو یاد رکھیں۔ نصیحت کریں تو سلیقے کے ساتھ، اور طریق کے ساتھ کریں۔ بے پردہ عورتیں بھی دکھائی دیں گی اور ان کو بھی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں لیکن آپ کو یہ اس رنگ میں ان تک پہنچانے کا کوئی حق نہیں کہ کیا تم نے چہرہ ننگا کیا ہوا ہے، اپنا نقاب سامنے کرو۔ پھڑنے کا یہ کونسا سلیقہ ہے۔ ایسی بدتمیزی سے آپ باتیں کریں گے تو وہ عورتیں اصلاح پذیر ہونے کی بجائے آپ سے ہی نہیں بلکہ بعض صورتوں میں اسلام سے بھی نفرت کرنے لگیں گی۔ یہ کیسی نصیحت ہے جو جنت کی بجائے جہنم میں دھکیل رہی ہے اور پھر اگر اتفاق سے ان کے قریبی سن رہے ہوں اور وہ آپ سے طاقتور ہوں تو یہ نصیحت آپ پر جوتیاں بن کر بھی پڑ سکتی ہے اور وہ جوتیاں جائز ہونگی کیونکہ آپ کو کسی کی بے عزتی کرنے کا کوئی حق نہیں۔ پس نصیحت کریں تو سلیقے اور عقل اور ادب کے ساتھ کریں اور مناسب طریق پر کہیں۔ جہاں تک حق ہے وہاں تک پہنچیں، اس سے آگے قدم نہ بڑھائیں۔ اس طرح اگر آپ جلسے کے انتظام کو بھی بہتر بنانے کی کوشش کریں گے اور آنے والوں کو ان کے حقوق اور ان کے فرائض یاد کرائیں گے۔ ادب اور پیار سے نصیحتیں کریں گے تو یہ جلسہ ان مقاصد عالیہ کو حاصل کرنے کا ایک بہت عمدہ ذریعہ بن جائے گا جن مقاصد عالیہ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مختلف تحریرات میں پیش فرمایا ہے۔ ان تحریرات کو میں انشاء اللہ اگلے جمعہ میں جو جلسہ کے آغاز پر ہوگا اس وقت آپ کے سامنے یاد دہانی کے طور پر پڑھ کر سناؤں گا۔ ان اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے آپ کی نصیحتیں وقف ہونی چاہئیں۔

اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے کام کریں

کے لئے ان اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے آپ کی عملی خدمات وقف ہونی چاہئیں اور یاد رکھنا چاہئے کہ دور دور سے صرف اپنے ہی نہیں بلکہ وہ غیر بھی آئیں گے اور کثرت سے آئیں گے جنہوں نے اس نیت سے سفر کیا ہے کہ اگر اپنا بننے کے لائق ہوئے تو ہم ان کا بن جائیں گے۔ مجھے ابھی سے اطلاعیں آ رہی ہیں کہ امریکہ سے بھی، لاس اینجلس سے بھی بعض ایسے دوست تشریف لا رہے ہیں اور دور کی اور جماعتوں سے بھی۔ کینیڈا سے بھی اور افریقہ سے بھی۔ یورپ سے بھی۔ دور دور سے یہاں تک کہ فجی آئی لینڈ اور طوالو وغیرہ کی طرف سے بھی جو بحر الکاہل کے جنوب مشرقی علاقوں سے تعلق رکھنے والے جزائر ہیں ان سے بھی بعض غیر احمدی دوست لمبے سفر کر کے محض اس لئے تشریف لا رہے ہیں کہ اب تک ان کو احمدیت کے متعلق جو بتایا گیا ہے وہ جاذب نظر ہے۔ جو کچھ سنا ہے یا پڑھا ہے اس سے دل اس طرف مائل ہوا ہے کہ یہ اچھے لوگ دکھائی دیتے ہیں۔ چلیں ہم بھی جا کر دیکھیں کہ کیسے لوگ ہیں اور عملاً ان کی زندگی کیسے صرف ہوتی ہے۔ ان سب کے آنے پر اگر آپ کی طرف سے ان کے لئے ٹھوکر کا کوئی سامان ہو گیا۔ آپ کے اخلاق میں کوئی کمزوری ہوئی۔ آپ کے چلنے پھرنے کی اداؤں میں بجائے جاذبیت کے منافرت کی علامتیں ظاہر ہوئیں تو ان سب کا گناہ آپ کے سر پر بھی ہوگا۔ اگرچہ ٹھوکر کھانے والا خود ذمہ دار ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی غیر کے کردار سے ٹھوکر کھانا بھی ایک گناہ ہے۔ ہر شخص اپنے خدا کو جوابدہ ہے اور اسوہ صرف حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کو بنایا گیا ہے اور اس کے بعد وہ اسوہ ہیں جو آنحضورؐ کے خلق میں آپ کے تابع آپ کے سائے میں چلنے والے لوگ ہیں۔ اس اسوہ سے تو کسی کو ٹھوکر نہیں لگ سکتی۔ جو اس اسوہ سے باہر ہے اس سے ٹھوکر کھانا جہالت ہے کیونکہ اس کو اسوہ پیش کرنے کا حق ہی نہیں۔ پس آنحضورؐ کے اسوہ کے سائے میں رہنے سے دنیا میں کسی کو ٹھوکر نہیں لگ سکتی۔ آپ خصوصیت سے ان تین دنوں میں باہر کی بجائے اس سائے کے اندر آنے کی کوشش کریں تاکہ آپ کی غفلت کی وجہ سے، آپکی بے احتیاطی کی وجہ سے کوئی سعید روح بے وجہ ہدایت اور روشنی پانے سے محروم نہ رہ جائے۔

احسان کے میدان میں داخل ہوں

اس کے علاوہ ایک ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ فرائض سے بڑھ کر احسان کے میدان میں داخل ہوں۔ یہ تو فرائض کی بات ہے کہ آپ سے کوئی ایسی بات سرزد نہ ہو جس سے کسی کو تکلیف پہنچے، جس سے کوئی ٹھوکر کھائے۔ احسان کا معاملہ یہ ہے کہ اپنے حقوق قربان کرتے ہوئے، اپنے آرام قربان کرتے ہوئے خلق حسن و احسان کا ایسا چلتا پھرتا نمونہ بن جائیں۔ ایک ایسی تصویر بن جائیں جس سے احسان الٹ الٹ کر گرتا ہو۔ جس طرح ماؤں کی نظر سے محبت الٹ الٹ کر اپنے بچوں پر نچھاور ہوتی ہے اس طرح مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں پر آپ کا پیار نچھاور ہونے لگے۔ آپ کی آنکھوں سے بہتا ہوا چھلکتا ہوا دکھائی دے۔ آپ کے اعمال اور کردار سے ظاہر ہو کہ آپ ان لوگوں پر فدا ہیں، ان پر قربان ہیں، ان کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ اس رنگ میں تمام شرکائے جلسہ خواہ وہ انگلستان کے میزبان ہیں یا آنے والے مہمان ہیں۔ یہ سارے ہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلسے کے میزبان بن جائیں گے اور اس میزبانی میں جو لطف ہے وہ اور کسی میزبانی میں نہیں آسکتا۔ اس نیت سے اس خلوص کے ساتھ اس خاص consciousness کے ساتھ یعنی زندہ احساس کے ساتھ کہ ہم نے یہ کام کرنا ہے۔ ہم نے پیار اور محبت کے ایسے نمونے دکھانے ہیں کہ لوگ جن کی یادیں لے کر اپنے اپنے وطنوں کو روانہ ہوں اور مدتوں تک وہ یادیں ان کے دلوں میں مہکتی رہیں اور ان کی یادوں کے لئے حسن کے سامان مہیا کرتی رہیں۔ جو شخص اخلاق حسنہ سے حق کو قبول کرتا ہے وہ ہمیشہ خود بھی اخلاق حسنہ کا ہی مظہر رہتا ہے۔ لوگ مختلف تلواروں کے کشتے ہوا کرتے ہیں۔ ہر تلوار اپنا نشان چھوڑ جایا کرتی ہے۔ اس بات کو آپ خوب یاد رکھیں۔ اگر کوئی ایک مولوی کے ذریعہ مسلمان ہوگا تو اس کے اندر بھی مولویت ضرور پائی جائے گی۔ ہر ہتھیار اپنا ایک نقش چھوڑتا ہے اور بعد میں اگر تحقیق کی ضرورت پڑے تو سائنس دان پہچان جاتے ہیں کہ یہ آرے سے کاٹا گیا ہے یا تیز دھار آلے کا شکار ہوا ہے یا چبھنے والی چیز سے مارا گیا ہے یا اور کسی ذریعہ سے مثلاً concussion یعنی ایسے زخم کا نشانہ بنایا جس میں خون نہیں رستا لیکن ایک جگہ مجتمع ہو جاتا ہے تو آپ بھی ان شکار کرنے والوں میں ہوں جو حسن واحسان کا شکار کھیلنے والے ہیں اور جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کی طرح اخلاق کی تلوار سے لوگوں کو ماریں۔

فتوحات کے دو راستے

ایسے لوگ جو اخلاق کی تلوار سے مارے جاتے ہیں وہ ہمیشہ اخلاق کی ہی تلوار سے لوگوں پر فتح حاصل کیا کرتے ہیں۔ جو منطق کی تلوار سے مارے جاتے ہیں وہ پھر دنیا میں منطق لے کر ہی پھرتے ہیں اور ان کو کچھ نصیب نہیں ہوتا۔ ہم نے دنیا کے دل فتح کرنے ہیں اور پھر دماغوں کو قابو کرنا ہے۔ فتوحات کے دو ہی راستے ہیں۔ ایک یہ کہ دماغوں کو قابو کریں اور پھر دلوں کو فتح کرنے کی کوشش کریں۔ ایک رستہ ہے دلوں کو قابو کرنا اور پھر دماغوں کو فتح کرنا۔ جو عظیم قومی تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں، جو عظیم روحانی انقلاب برپا ہوتے ہیں وہ منطق کے ذریعہ نہیں ہوا کرتے۔ وہ دلائل کے ذریعہ نہیں ہوا کرتے۔ پہلے دل خدا کے فضل اور احسان کے ساتھ مائل ہوتے ہیں اور قائل ہوتے ہیں اور پھر وہ دل خود اپنے دماغوں پر حاوی ہو جاتے ہیں۔ اپنے دماغوں کو مجبور کر دیتے ہیں کہ جس فرقے یا مذہب سے تعلق رکھنے پر دلوں نے مجبور کیا ہے اس کو محبت کی آنکھ سے دیکھیں اور سمجھنے کی کوشش کریں ورنہ صرف منطق سے تو یہ فتح ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ منطق کے مقابل پر ایسا دماغ جس میں کوئی میلان نہیں ہے وہ ہمیشہ مدافعت کے ساتھ بات کو سنتا ہے، اس نیت کے ساتھ بات کو سنتا ہے کہ میں نے ہر آنے والے خیال کے رستے میں روکیں کھڑی کرنی ہے۔ تالے لگا لینے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم نے بھی ایسے لوگوں کے دلوں کی کیفیت کا یہ حال بیان کیا ہے کہ:

اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا (محمدؐ:۲۵)

کیا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں۔ وہ تالے نفرتوں اور تعصبات کے تالے ہوتے ہیں اور اگر دماغ کو مخاطب کیا جا رہا ہے تو پیغام جب تک دماغ سے دل تک نہ اتر جائے قبول نہیں ہوگا۔ پس سفر دلوں سے کیوں نہ شروع کریں جو خود اپنے تالے توڑیں گے۔ جن کی برقی رو دماغ کو متاثر کرے گی اور اپنے دل کی بات سننے کے لئے ہر دماغ تیار رہتا ہے بلکہ دل کو دماغ پر ایک فوقیت حاصل ہے۔ جس کے نتیجہ میں بعض دفعہ نقصان بھی ہوتے ہیں مگر اکثر اوقات اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ساتھ اس سے فوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ جتنے بھی دوست احمدی ہوتے ہیں اور مجھ سے ملتے ہیں۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیسے احمدی ہوئے؟ تو بسا اوقات میں نے یہی جواب سنا ہے۔ بڑی بھاری اکثریت کا یہ بیان ہوتا ہے کہ ہم فلاں کے حسن اخلاق سے متاثر ہوئے تھے۔ ہمارے دفتر میں بیسیوں آدمی کام کرتے ہیں۔ ایک وہ بھی ہے جس کا جماعت احمدیہ سے تعلق ہے۔ اس کا اٹھنا بیٹھنا، اس کا رہنا سہنا، اس کی گفتگو کے انداز، اس کے میل جول، اس کا ایک دوسرے کے ساتھ سلوک بالکل مختلف تھا اور ہم سوچتے تھے کہ یہ کیسا شخص ہے؟ یہ کیا چیز ہے؟ اس کی ذات میں ہم دلچسپی لینے لگے تو دین میں دلچسپی لینا گویا ایک طبعی قدم تھا جو اس کے بعد آنا ہی آنا تھا اور یہ بات جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بھاری اکثریت پر صادق آتی ہے۔ جن علاقوں میں کثرت سے جماعت پھیل رہی ہے وہاں بھی حقیقت یہ ہے کہ پہلے نیک شہرت نے جماعت کی عمومی تصویر کو دلکش بنا دیا ہے اور بظاہر یہ لگتا ہے کہ مبلغ گئے ہیں۔ دلیلیں دی ہیں اور ہزاروں لوگ احمدی ہو گئے ہیں۔ ان مبلغین کو یہ بات بھولنی نہیں چاہئے کہ جماعت کی ایک عمومی بہت ہی حسین تصویر پچاس یا سو سال کی قربانیوں کے نتیجہ میں اس ملک میں ابھری ہے اور مسلسل لوگ اس تصویر کو دیکھتے تھے اور اچھا محسوس کرتے تھے مگر دیگر عوامل ایسے حائل تھے جن کے نتیجہ میں جرات نہیں ہوتی تھی لیکن دل کے اندر یہ بات موجود تھی کہ یہ اچھے لوگ ہیں۔ جتنا مرضی ہم ان کو برا کہیں یا سمجھیں۔ ہیں یہ اچھے لوگ۔ اس کے نتیجہ میں پھر وہ فطرت آمادہ تھی۔ مزاج اس کے لئے تیار بیٹھے تھے۔ تب جب جانے والے گئے اور ان کو نصیحت کی تو ایسے کانوں نے نصیحت سنی جو پہلے ہی یہ قبول کرنے کا میلان رکھتے تھے۔ کچھ یہ بھی ہے اور کچھ یہ بھی ہے کہ بعض قوموں کو خدا تعالیٰ نے یہ سعادت بخشی ہے کہ جب وہ کوئی سچی بات کہہ رہا ہو جس کو دل سے ایک تائید حاصل ہو چکی ہو اور کہنے والے کا دل اس کی بات کی پشت پناہی کر رہا ہو تو یہ ایک ایسا مضمون ہے جو تفصیل سے بیان تو نہیں کیا جاسکتا لیکن محسوس کیا جاسکتا ہے۔ ایک نصیحت کرنے والا ہے جس کی بات عقل سے تعلق رکھتی ہوگی لیکن اس میں دل شامل نہیں ہوتا۔ وہ جذبہ داخل نہیں ہوتا جو اس بات کو ایک قوت بخشتا ہے۔ پس یہ بھی ایک ذریعہ ہے میلان کا۔ لیکن بنیادی بات وہی ہے۔ دل کی بات کو دل پسند کرتا ہے اور جب محسوس کرتا ہے کہ بات دل سے نکلی ہوئی ہے تو اچانک رجحان تبدیل ہو جاتا ہے۔ پس ان رپورٹوں میں جو کثرت سے بہت کامیاب تبلیغوں سے متعلق ملتی ہیں ایک یہ مضمون بھی بار بار دکھائی دیتا ہے کہ فلاں نے ہم سے یہ سلوک کیا اور فلاں سرداروں نے ہمیں دھتکار دیا۔ رد کیا۔ مخالفانہ حرکتیں کیں مگر ہمارا دل مانتا ہی نہیں تھا کہ ان کو چھوڑیں۔ خطرات بھی پیش آئے مگر ہم نے بالکل پرواہ نہیں کی۔ ہم نے کہا کہ ہم تو تمہیں ایک سچی بات پہنچانے کے لئے آئے ہیں اور پہنچا کر چھوڑیں گے۔ آخر اچانک ایسی کیفیت پیدا ہوئی کہ وہ لوگ جو مخالفت پر آمادہ تھے، بات سننے کے لئے تیار نہیں تھے اچانک انہوں نے دل و دماغ کے دروازے کھول دئے۔ صد مرحبا کہا۔ قبول کیا۔ خدمتیں کیں اور اپنی گستاخی پر معذرتیں کیں تو معاملات دراصل دل ہی کے ہیں۔ پس دل جیتنے کے لئے جس حسن واحسان کی ضرورت ہے اس کے جلوے اس جلسہ کے میدان میں کثرت سے دکھائیں اور حسن واحسان دکھانے کی بات جب میں کرتا ہوں تو اس میں ایک چھوٹی سی غلطی بھی شامل ہو گئی ہے۔ دراصل حسن واحسان دکھانے کے لئے کیا نہیں جاتا۔ حسن واحسان انسانی فطرت سے چھلکا کرتا ہے۔ قرآن کریم نے ان مضامین کو لطیف اشاروں کی صورت میں ہمیں سمجھایا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے:

سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ (فتح:۳۰)

اب یاد رکھو کہ وہ سجدے جن کا ذکر چل رہا ہے یہ دنیا سے چھپ کر خدا کے حضور راتوں کو کئے جانے والے سجدے

ہیں۔ کوئی دنیا میں ان کو دیکھ نہیں رہا ہوتا۔ کسی کے وجود، اس کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہوتی کہ کہاں کون خدا کا بندہ اس طرح خدا کے حضور سجدہ ریز ہے لیکن دل کی وہ نیکی جو خدا تعالیٰ کی کامل اطاعت کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے وہ پھر اندر رک نہیں سکتی۔ وہ چہروں سے علامتیں بن کر چھلکنے لگتی ہے۔ نمایاں روشنی کی صورت میں جگمگانے لگتی ہے۔

عبادتوں کی طرف توجہ دیں

اسی کی طرف خدا نے اشارہ فرمایا ہے کہ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ تو آخری بات یہی ہے کہ سجود کے ذریعہ اپنے اندر حسن واحسان پیدا کریں اور جب سجود کی بات کرتا ہوں تو لازماً آخری نصیحت یہی ہے کہ عبادتوں کی طرف خاص توجہ اور خاص انہماک کے ساتھ توجہ دیں اور اس رنگ میں عبادتیں کریں کہ وہ آپ کے وجود کا ایک فطری حصہ بن چکی ہوں۔ کئی قسم کے لوگ وہاں آئیں گے۔ کئی ایسے ہوں گے جو عبادتوں میں کمزور ہوں گے۔ ان کو میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ لوگوں کو دکھانے کے لئے عبادت کریں کیونکہ عبادت تو صرف خدا کو دکھانے کے لئے کی جاتی ہے۔ مگر وہ لوگ جو سچ مچ عبادت سے واقف ہو چکے ہیں۔ عبادت کے اسرار سے ان کو آشنائی ہے ان کو میں کہتا ہوں کہ ان کے اندر خدا نے حسن واحسان کا مادہ پیدا کر دیا ہے وہ خود بخود ان کے دلوں سے پھوٹ رہا ہوگا۔ دعائیں کرتے رہیں اور اپنے ان کمزور ساتھیوں اور بھائیوں بہنوں کو توجہ دلاتے رہیں کہ وہ بھی عبادت کریں۔ وہ بھی سجدے کریں کیونکہ عبادت اور سجدوں کے نتیجہ میں حقیقت میں مومن کے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں جو ساری دنیا میں حسن واحسان بنکر پھیلتی ہیں اور دنیا کے قلوب کو فتح کرتی ہیں۔ پس عبادت کی طرف توجہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ بہت سے آنے والے ایسے ہیں جنہوں نے نئی نئی احمدیت قبول کی ہوگی۔

عبادت پر لوگوں کو توجہ دلانا کوئی منافقت نہیں ہے۔ کوئی دکھاوا نہیں ہے۔ یہ دین کا بنیادی فریضہ ہے۔ پس آپ ان کو اس لئے عبادت کی طرف توجہ نہیں دلائیں گے کہ لوگوں کو دکھانے کی خاطر ہی دو دن نمازیں پڑھ لو۔ میں ہرگز یہ نہیں کہہ رہا۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ان کو کہو کہ عبادت پر قائم ہوں۔ اگر پہلے نہیں تھے تو آج قائم ہو جاؤ اور ہمیشہ کے لئے قائم رہو۔ کم سے کم اتنا تو ہوگا کہ اگر اب تم نے عبادت کا حق ادا کرنا شروع کیا تو کچھ لوگ تمہیں دیکھ کر ٹھوکر نہیں کھائیں گے۔

لا الہ اللہ محمد رسول اللہ کا ورد

اس رنگ میں اس حکمت کے ساتھ لوگوں کو سمجھائیں اور صبح نمازوں پر جگانے کا بھی انتظام کریں جس طرح قادیان اور ربوہ میں ہوا کرتا تھا، اور بھی کئی جماعتوں میں ہوتا ہوگا۔ یہاں اسلام آباد میں بھی جس طرح گزشتہ سال یہ کام شروع کروایا گیا تھا، بچے اور کچھ ساتھ بڑے ان کو لے کر تہجد کے وقت جلوس کی صورت میں کلمات لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ورد کرتے ہوئے اور ترنم کے ساتھ درود پڑھتے ہوئے جلسہ گاہ کے ارد گرد جو قیامگاہیں ہیں ان کے دورے کریں۔ ان کا طواف کرتے رہیں یہاں تک کہ اس مترنم اور دل پر گہرا اثر کرنے والی آواز سے لوگ خود بخود اٹھنے لگیں۔ آپ نے اگر کمروں میں گھس کر ان کے کپڑے کھینچ کر اتارے تو یہ عبادت پر قائم کرنے کا کوئی صحیح طریق نہیں۔ آپ متنفر کر دیں گے۔ بعض لوگ شاید ٹانگیں بھی ماریں لیکن یہ عبادت کا طریقہ نہیں ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر قرآن کریم میں ملتا ہے وہ ہمیشہ اپنی اولاد کو عبادت کی نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کا ذکر قرآن کریم میں ملتا ہے کہ ہمیشہ عبادت کی طرف متوجہ فرمایا کرتے تھے لیکن کبھی ایک دفعہ بھی ایسا واقعہ نہیں ہوا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم نے اپنے عزیزوں کی چادریں کھینچ کھینچ کر اتاری ہوں۔ ان کو دھکے دے دے کر بستروں سے گرایا ہو۔ چارپائیاں الٹائی ہوں کہ اٹھو۔ ہاں یہ ذکر ملتا ہے کہ آپؐ نے جگانے کی کوشش کی۔ کوئی نہیں جاگ سکا تو دوسرے دن آپ نے شدید غم کا اظہار کیا۔ بہت تکلیف محسوس کی۔ پس اگر آپ عبادت کے ساتھ محبت رکھتے ہیں اور آپ کے کہنے کے باوجود کوئی نہیں سنتا تو آپکو لازماً تکلیف ہوگی۔ اس تکلیف کو ساتھ ساتھ دعاؤں میں بدلیں گے تو انشاء اللہ آپ کی ساری نصیحتیں کارگر ثابت ہونگی۔ اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ اس عظیم الشان مقدس روحانی اجتماع کے حقوق ادا کرنے کے قابل بن سکیں اور خدا ہی کی توفیق سے یہ نصیب ہو سکتا ہے"۔

دو پاکباز خواتین کا ذکر خیر

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دو مرحومین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"آج نماز جمعہ کے بعد دو پاکباز خواتین کی نماز جنازہ پڑھائی جائے گی جو خدمت دین میں پیش پیش تھیں یا دعاؤں میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اور عبادات میں اور لوگوں کی نیک تربیت کرنے میں انہوں نے اپنی زندگی صرف کی۔ ان میں سے ایک ہماری عزیزہ بشریٰ داؤد حوری ہیں جو مکرم و محترم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب نائب امیر کراچی کی صاحبزادی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اکثر پہلوؤں سے انہوں نے اپنے باپ کے سب گن پوری طرح اپنے وجود میں زندہ رکھنے کی کوشش کی اور بے لوث خدمت جس کے ساتھ دکھاوے کا کوئی عنصر نہیں اور انتھک خدمت جو مسلسل سالہا سال تک رواں دواں رہتی ہے۔ یہ وہ دو خصوصیات ہیں جن میں مکرم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب ایک نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ دو خصوصیات پوری شان کے ساتھ عزیزہ حوری میں موجود تھیں اور حسن بیان کے ملکہ سے خدا نے ایسا نوازا تھا کہ اپنے ہوں یا غیر ہوں جو بھی ان کی تقریریں سنتا تھا وہ ہمیشہ ان سے گہرا اثر لیتا تھا اور ان کی تعریف میں رطب اللسان رہتا تھا۔ میں نے کبھی کراچی کی یا باہر سے آنے والی کسی خاتون سے کبھی ایک لفظ بھی ان کے کردار کے خلاف نہیں سنا۔ محبت کے ساتھ لجنہ کے فرائض سرانجام دینے والی لیکن خدا نے حسن بیان کا جو ملکہ بخشا تھا وہ خصوصیت سے سیرت کے مضمون پر ایسے جلوے دکھاتا تھا کہ ان کی شہرت دور و نزدیک پھیلی ہوئی تھی اور جب بھی سیرت کے مضمون پر زبان کھولتی تھیں تو بعض ایسی متعصب خواتین بھی جو احمدیت سے دشمنی رکھتی تھیں اگر وہ اس جلسہ پر لوگوں کے کہنے کہلانے پر حاضر ہو گئیں تو ایک ہی تقریر سن کر ان کی کایا پلٹ جایا کرتی تھی۔ وہ کہا کرتی تھیں کہ اس کے بعد ہمیں کوئی حق نہیں کہ ہم جماعت احمدیہ پر یہ الزام لگائیں کہ ان کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم سے محبت نہیں۔ تحریر کا ملکہ بھی خدا نے عطا فرمایا تھا۔ کئی چھوٹی چھوٹی کتابیں سیرت کے مضمون پر بھی انہوں نے لکھیں۔ ان کا اپریشن ہوا تھا جس کے بعد گھر واپس آ رہی تھیں کہ دل کے دورہ سے وفات ہو گئی۔ اللہ غریق رحمت فرمائے۔ ساری جماعت کراچی سے میں تعزیت کرتا ہوں۔ مکرم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب اور خاندان اور ان کے میاں داؤد اور بچوں سے تو ہے ہی ضرور لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ساری جماعت کراچی تعزیت کی محتاج ہے اور لجنہ اماء اللہ کراچی خصوصیت سے تعزیت کا حق رکھتی ہے۔ سب دنیا کی عالمگیر جماعتوں کی طرف سے میں تعزیت کا یہ پیغام ان تک پہنچاتا ہوں۔ اللہ غریق رحمت فرمائے اور جس سیرت کے بیان پر انہوں نے اپنی زندگی صرف کی، خدا تعالیٰ اس سیرت کے فیض سے ان کے بچوں کو صبر محمدی عطا کرے۔ ان کے خاوند کو صبر محمدی عطا کرے۔ ان کے والد کو اور دوسرے عزیزوں کو (مجھے علم نہیں کہ والدہ زندہ ہیں کہ نہیں، خدا کرے زندہ ہی ہوں) سب کو خدا صبر محمدی عطا فرمائے اور سیرت کا یہ فیض ان کے خاندان کو خصوصیت سے پہنچے۔

دوسری خاتون جن میں مختصراً ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ یہ انگلستان کے ہمارے مبلغ نسیم احمد باجوہ کی والدہ اور چک پنیار کے چودھری حاکم علی صاحبؓ کی صاحبزادی تھیں۔ ان کا نام سلیمہ تھا۔ اہلیہ چودھری محمد شریف صاحب باجوہ مرحوم جو حفاظت خاص کے عملے میں بھی شامل رہے اور غیر معمولی طور پر حضرت مصلح موعودؓ سے اور بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے گہری محبت کرنے والے تھے۔ ۱۹ جون کو ان کا بھی دل کے حملے سے انتقال ہوا۔ ان کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں اور ایک بیٹی ہمارے مخلص انگریز احمدی دوست مظفر کلارک سے بیاہی ہوئی ہیں۔ تو ان سب کے لئے بھی میں دعا کی تحریک کرتا ہوں اور ان سب سے بھی میں اس خطبہ میں تعزیت کرتا ہوں۔ نماز جمعہ کے بعد انشاء اللہ ان کی نماز جنازہ پڑھائی جائے گی اور ان کے ساتھ ہی بعض اور احمدی مرحومین کی بھی نماز جنازہ پڑھائی جائے گی جن کا اعلان پہلے کر دیا گیا ہے۔

نماز کی تلقین کرنے کیلئے امام جماعت کی آواز میں نصائح سنوائیں

جلسہ سالانہ یو کے پر آنے والے مہمانوں کی خدمت میں مبارکباد

جماعت احمدیہ یو کے کا ۲۸ سواں جلسہ سالانہ ۳۰، ۳۱ جولائی اور یکم اگست کو اسلام آباد (یو کے) میں منعقد ہو رہا ہے۔ اس میں شامل ہونے والے معزز مہمانان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش ہے۔

(ادارہ الفضل انٹرنیشنل)

دوریوں کو قربتوں میں بدلنے والی تقدیر خاص

(از مکرم مسعود احمد خان صاحب دہلوی)

خدائی مقدرات کے تحت جب ۱۹۸۴ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو پاکستان میں رونما ہونے والے تہہ در تہہ حالات اور انسانیت کے حق میں ان کے بہت دور رس منفی اثرات کی وجہ سے انگلستان کا سفر اختیار کرنا پڑا تو پاکستان کے احمدیوں کو بالعموم اور اہل ربوہ کو بالخصوص حضور کی جدائی بہت شاق گزری۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو اور خود اہل ربوہ کو یکسر غیر متوقع طور پر ایک دوسرے سے دوری و مہجوری کی ایک ناقابل بیان کیفیت سے دوچار ہونا پڑا۔ حضور کی طرح اہل ربوہ بھی بڑے حوصلے سے ہجر کی کلفتیں سہتے اور بیان کرتے رہے اور دعائیں کرتے رہے کہ خدا وہ دن جلد لائے کہ حضور ان کے درمیان پھر رونق افروز ہو کر انہیں پہلے کی طرح دیدار و گفتار کی راحتوں سے شاد کام کریں۔ اس میں کلام نہیں کہ ان کا یہ فطری اور طبعی جذبہ اپنی جگہ سولہ آنے درست تھا اور ظاہری ہجر کی حالت ہنوز برقرار رہنے کی وجہ سے اب بھی صد فی صد درست ہے۔

اگر دیکھا جائے تو اس وقت بشمول اہل ربوہ، پاکستان کے احمدی احباب کی نظروں سے یہ حقیقت اوجھل تھی کہ ہجر کی کلفتوں سے انہیں تو اب دوچار ہونا پڑا ہے، دنیا کے قریب قریب ڈیڑھ صد ممالک سے تعلق رکھنے والے بے شمار احمدی احباب ہجر کی وجہ سے لاحق ہونے والی محرومیاں اول دن سے ہی برداشت کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ان کے بہت سے عمر رسیدہ بزرگ خلفائے سلسلہ احمدیہ کا زمانہ پانے کے باوجود ان کی زیارت اور ملاقات کی حسرت دلوں میں چھپائے اس جہان گزراں سے گزر گئے۔ ان کی جو نسلیں اب زندہ ہیں اور اسی طرح وہ لاکھوں نئے احمدی جو دنیا کے مختلف امصار و دیار میں آئے دن سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو رہے ہیں وہ بھی تو حق رکھتے ہیں کہ اپنے پاکستانی بھائیوں کی طرح انہیں بھی خلیفہ وقت کا دیدار نصیب ہو۔ اور ان کی گفتار دل نواز ان کے لئے بھی فردوس گوش بنے اور اس طرح خلیفہ وقت کی تریاقی صحبت اور قوت قدسیہ سے وہ بھی فیضیاب ہوں۔ دنیا کے دور دراز ممالک کے وہ لاکھوں لاکھ احباب نہ جانے کب سے اپنی اپنی جگہ دعائیں کر رہے تھے کہ خدائے سمیع و بصیر ان کی اس تمنا کے پورا ہونے کے غیب سے سامان کرے۔ یہ صحیح ہے کہ خلفائے سلسلہ کے بیرونی ممالک کے دوروں سے ان ممالک کے بہت سے احباب کی یہ خواہش ایک حد تک پوری تو ہوئی لیکن اس کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی وقتی اور عارضی دید پھر جدائی میں بدل کر ان کے اشتیاق کو مزید بڑھانے کا موجب بنتی رہی۔ بہر حال مشرق و مغرب کے آخری کناروں تک پھیلے ہوئے ملکوں اور سمندروں کی بیکراں وسعتوں میں بکھرے ہوئے جزیروں میں رہنے والے یہ لاکھوں لاکھ احمدی مسلسل دعائیں کر رہے تھے کہ خدا تعالیٰ ان کی اس محرومی کی تلافی کا کوئی ذریعہ پیدا کر دے۔ خدا تعالیٰ نے ان بے چین و مضطرب روحوں کی درد بھری پکار کا بھی تو آخر جواب دینا تھا اور ان کی تسکین خاطر کا بھی تو سامان کرنا تھا۔ اس نے اس کا سامان کیا اور کیا بھی پاکستان کے احمدیوں کے لئے بعض ناساعد حالات پیدا کر کے۔ ان ناساعد حالات میں اس کی وراء الوراء حکمتیں پوشیدہ تھیں۔

خدائے قادر و توانا نے اقصائے عالم کے بہت سے تاریک گوشوں کو حقیقی اسلام کے نور سے منور کرنے کے لئے ایسے حالات رونما ہونے دیئے جو اپنے اندر پاکستان کے احمدیوں کے لئے بہت بڑے ابتلاء کا رنگ لئے ہوئے تھے۔ اس نے ان حالات میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کو پاکستان سے بحفاظت انگلستان پہنچا کر غلبہ اسلام کی آسمانی مہم کو ایک نئی قوت و توانائی اور نئی وسعت و تمکنت سے ہمکنار کرنے کے غیر معمولی سامان فرمائے۔ چنانچہ حضور نے قضیہ زمین برسر زمین کے طور پر وہاں اپنی براہ راست راہنمائی اور نگرانی میں ایک بہت ہی بھرپور نئی تبلیغی اور اشاعتی مہم کا آغاز فرمایا۔ یہ نئی مہم خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب رہی اور اس کے بحمد اللہ بہت عظیم الشان نتائج ظاہر ہوئے۔ اس کا سب سے اہم اور خوشکن نتیجہ یہ نکلا کہ دنیا کے بعض نئے علاقوں اور نئے جزائر میں بھی جماعتہائے احمدیہ کا قیام عمل میں آتا چلا گیا حتیٰ کہ روس اور اس کی ملحقہ نو آزاد ریاستوں اور مملکتوں میں بھی جہاں پہلے کیمونزم کی حکمرانی کے باعث پیغام حق کی اشاعت ممکن نہ تھی، تبلیغی مہمات سر کرنے کا آغاز ہوا۔ تبلیغ اسلام کے عالمگیر میدان میں ایک نئے اور دور رس انقلاب کی آئینہ دار ان نئی کامیابیوں کے منصہ شہود پر آنے میں پاکستان کے احمدیوں کو بالعموم اور اہل ربوہ کو بالخصوص جدائی اور ہجر کی کلفتوں سے اسی طرح دوچار ہونا پڑا جس طرح اقصائے عالم میں بود و باش رکھنے والے لاکھوں احمدی احباب زمانہ دراز سے ہجر کی کلفتیں برداشت کرتے چلے آ رہے تھے۔ سو گویا پاکستان کے احمدیوں کو جن ناساعد اور تکلیف دہ حالات میں سے گزرنا پڑا ان کے وارد ہونے میں خدا تعالیٰ کی وراء الوراء حکمتیں پوشیدہ تھیں۔ وہ حکمتیں جب نئی دور رس کامیابیوں کی شکل میں ظاہر ہوئیں تو یہ امر سب احمدیوں کے لئے بے حد ازدیاد ایمان کا موجب ہوا اور وہ اس کا بچشم خود مشاہدہ کر کے بہت خوش ہوئے کہ ۔

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ خدائے واحد و یگانہ نے جو رب المشرقین اور رب المغربین ہے اپنے خلیفہ برحق سے مشرقین اور مغربین کے نئے نئے خطوں اور نئے نئے علاقوں میں پیغام حق کی اشاعت کے نت نئے سامان کرانے اور لاکھوں نئی پیاسی روحوں کی تشنگی دور کرنے کی راہیں استوار کرانے کے علاوہ جماعتوں کی ہمہ گیر تربیت کے سلسلہ میں ایک یکسر نئے اور انقلابی نظام کی بھی داغ بیل ڈالی۔ اس نے ابلاغ عامہ کی شکل میں رونما ہونے والے اس نئے تربیتی نظام کے ذریعہ دنیا بھر کے احمدیوں کی ایک دلی تمنا کو مستقلاً پورا کرنے کی راہ بھی ہموار کر دکھائی۔ احمدی خواہ دنیا کے کسی خطہ میں آباد ہوں طبعاً ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ انہیں کسی نہ کسی طرح خلیفہ وقت کی زیارت کرنے اور ان کے ارشادات سے فیضیاب ہونے کے انمول مواقع میسر آتے رہیں۔ ان بدلے ہوئے حالات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی تقدیر خاص کے ماتحت ایسا انتظام فرمایا کہ سٹلائٹ کی وساطت اور عالمگیر نشری رابطوں کے ذریعے حضور کے پرمعارف خطبات جمعہ دنیا بھر میں ٹیلی کاسٹ ہونے لگے۔ اسی طرح بفضل اللہ تعالیٰ ایشیا، یورپ، امریکہ، افریقہ، آسٹریلیا اور شرق و غرب کے دور دراز جزائر میں رہنے والے احمدی احباب کے لئے یہ ممکن ہو گیا کہ وہ کم از کم ہفتہ میں ایک بار یعنی ہر جمعہ کے روز حضور کے دیدار کے ساتھ ساتھ حضور ہی کی آواز میں، حضور کے تازہ ترین ارشادات سے فوری طور پر مستفیض ہو سکیں۔ سو خدا تعالیٰ کی اس تقدیر خاص نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ان لاکھوں لاکھ متوالوں کے درمیان واقع ہزارہا میل کی دوریوں کو دیکھتے ہی دیکھتے قربتوں میں تبدیل کر دکھایا۔ جسمانی دوری و مہجوری کے باوجود قربت کو ممکن بنانے کی راہ میں نہ تو ہزارہا میل کی مسافتیں ہی روک بن سکیں، نہ ہی پرہیبت سلسلہ ہائے کوہ کی فلک بوس چوٹیاں آڑے آ سکیں اور نہ ناپیدا کنار مہیب سمندروں کی بے پناہ گہرائی و گیرائی اس میں کوئی روک ڈال سکی۔ اس طرح درمیان میں حائل ہر رکاوٹ کے دور ہو جانے سے اقصائے عالم میں بسنے والے لاکھوں لاکھ احمدی اپنے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کی متحرک اور متکلم و متبسم تصویری زیارت اور گفتار کی شیرینی و حلاوت سے فیضیاب ہونے لگے۔ دیدار و گفتار سے فیضیابی کا یہ سلسلہ اب ہفتہ بہ ہفتہ نئے نئے ملکوں اور علاقوں تک ممتد ہوتا جا رہا ہے۔

پھر امسال یعنی ۱۹۹۳ میں تو اس عالمی ٹیلیوائز نظام کے ذریعہ (جسے نافذ کرنے اور کامیابی سے چلانے میں مکرم سعید احمد جسوال صاحب اور ان کے ہنر مند بھائیوں نے اہم فنی اور انتظامی خدمات سرانجام دی ہیں اور مسلسل دے رہے ہیں) ہفتہ واری ملاقات تک ہی بات نہیں رہی بلکہ مسلسل چار روز تک لمبی لمبی ملاقاتوں کے بے حساب مواقع پیدا ہونے کی صورت بھی نکل آئی۔ یہ مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی بہت بڑی خوش بختی اور خوش نصیبی ہے کہ امسال حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجلس جرمنی کے صدر مکرم منور عابد صاحب کی درخواست پر ان کے سہ روزہ سالانہ اجتماع میں شرکت کرنا منظور فرمایا اور اجتماع کے معاً بعد عید الاضحیٰ بھی جرمنی میں ہی منانے کا فیصلہ فرمایا نیز یہ بھی قرار پایا کہ اجتماع میں حضور کی افتتاحی اور اختتامی خطابات اور دیگر جماعتی سرگرمیوں کی جھلکیوں کے علاوہ حضور کا خطبہ عید الاضحیٰ اور عید کے اجتماع کا منظر بھی ٹیلی کاسٹ کیا جائے۔ تا کہ دنیا بھر کے احمدی مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے اس منفرد اجتماع اور اس کے معاً بعد منائی جانے والی عید الاضحیٰ کی مبارک خوشیوں میں ایک ساتھ شریک ہو سکیں۔ اجتماع کے تین دن اور ان سے متصل عید الاضحیٰ کے دن (۲۹ مئی ۱۹۹۳ء تا یکم جون ۱۹۹۳) خوشیوں اور روحانی مسرتوں کا ایک ایسا تانتا بندھا کہ دنیا بھر کے احمدی اپنے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ خوشیوں اور روحانی مسرتوں میں شریک رہنے کی غیر معمولی سعادت سے بہرہ اندوز ہوتے چلے گئے۔ مزید برآں انہیں علوم و معارف سے اپنی جھولیاں بھرنے اور دنیا میں اسلام کی سربلندی کی خاطر نئے جذبے اور جوش کے ساتھ قربانیاں پیش کرنے کے عہد کی تجدید کرنے کے انمول مواقع تسلسل سے ملتے رہے۔ ان چار دنوں میں حضور کے روح پرور خطابات اور حسب موقع دیگر ارشادات . نیز مجالس عرفان میں بیان فرمودہ نکات کی وجہ سے روحانی مسرتوں اور کیف و سرور کی ناقابل بیان کیفیت درجہ بدرجہ بڑھتی چلی گئی۔ ایک طرح سے وجد میں آئی ہوئی سرشار روحیں اپنے رب کی اس عطائے خاص پر اس کی حمد سے لبریز ہو ہو گئیں۔ شراب معرفت کے ایک جرعہ کے بعد دوسرا جرعہ اس تواتر اور تسلسل سے ملا اور ملتا چلا گیا کہ دل گواہی دے بیٹھے

پیہم دیا پیالہ مے برملا دیا
ساقی نے التفات کا دریا بہا دیا

الغرض امسال جماعت احمدیہ جرمنی اور مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کو یہ غیر معمولی سعادت ملی کہ انہوں نے بتائید و توفیق الٰہی ایک ایسی عید منائی جس کی خوشیوں میں عالمی ٹیلیوائز نظام کے ذریعہ روئے زمین کے سارے احمدی بیک وقت ان کے ساتھ شریک ہوئے۔ اور اس طرح نظام خلافت کی برکت سے سارے ہی وجود واحد کے قالب میں ڈھل گئے اور واعتصمو بحبل اللہ جمیعا کے قرآنی حکم پر ایک نئے رنگ میں عمل پیرا
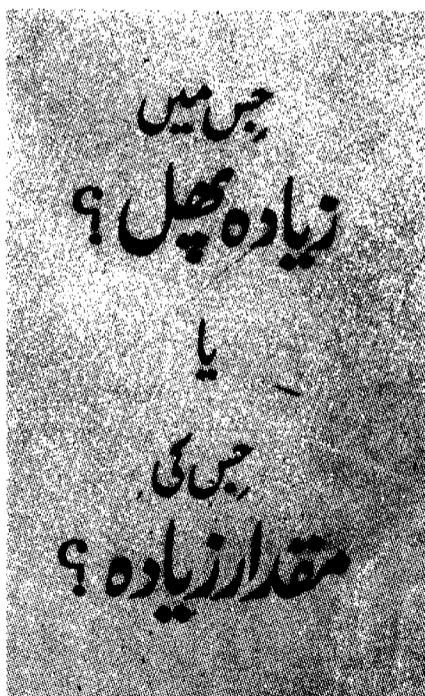
تقدیر خاص

ہونے کی سعادت ان کے حصہ میں آئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیہم نازل ہونے والے افضال وانعامات پر بھروسہ رکھتے ہوئے ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ خدا کے فضل سے وہ دن بھی آئے گا اور ضرور آئے گا جب حضور ایدہ اللہ اپنے پاکستانی احباب اور بالخصوص اہل ربوہ کے درمیان جسمانی طور پر بھی رونق افروز ہوں گے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ دنیا بھر کے احمدیوں کو بیک وقت اپنے آقا ایدہ اللہ کے دیدار و گفتار بذریعہ سیٹلائیٹ فیضیاب ہونے کی جو انمول نعمت پہلی بار خلافت رابعہ کے مبارک دور میں میسر آئی ہے انشاء اللہ اس کا سلسلہ بھی جاری رہے گا اور یہ مبارک سلسلہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے دنیا میں پھیلنے اور غالب آنے کے ساتھ ساتھ وسعت پذیر ہوتا چلا جائے گا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بفضل تعالیٰ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے وہ پہلے امام اور خلیفہ ہیں جن کے وجود باوجود کی زیارت اور گفتار دلنواز کی شیرینی و حلاوت سے دنیا بھر کے احمدی ایک ساتھ اور بیک وقت بہرہ اندوز و فائز المرام ہونے کی سعادت پا رہے ہیں۔ اور اس طرح وہ ہزارہا میل دور ہونے کے باوجود بھی حضور کے قرب اور روبرو کلام معجز نظام سے محروم نہیں ہیں۔ دوری میں بھی قرب کی اس لذت کی موجودگی کے اظہار کے لئے وہ بجا طور پر بزبان شاعر کہہ سکتے ہیں۔

دل میں نہیں رہتے آنکھوں میں بھی رہتے ہیں
وہ دور بھی رہتے ہیں تو دور نہیں رہتے

پھر یہ امر اس لحاظ سے بھی احمدیوں کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہے کہ ابلاغ عامہ کے اس نئے نظام کے تحت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ ایک نئے رنگ اور انداز میں بیک وقت زمین کے کناروں تک پہنچ کر مثمر بثمرات ہو رہی ہے۔

خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو بذریعہ الہام یہ بشارت دی تھی کہ ,,میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا،، پہلے خدا تعالیٰ نے شرق کے آخری کنارے سے غرب کے آخری کنارے تک تبلیغی مشنوں کے قیام کے ذریعہ حضرت اقدسؑ کی تبلیغ دنیا کے کناروں تک پہنچائی اور اب ہمارے سچے وعدوں والے خدا نے پہلی بار سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے پرتاثیر الفاظ اور آواز میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ کو بیک وقت زمین کے کناروں تک پہنچانے کا خصوصی اہتمام فرمایا۔ حضرت اقدسؑ کی تبلیغ دنیا کے کناروں تک مسلسل پہنچ رہی ہے اور پہنچ بھی رہی ہے براہ راست حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی آواز میں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دنیا کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔

اسمعو صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

اس وقت دنیا والوں کے بہرے کان آسمان اور زمین میں گونجنے والی اس آواز کو سننے سے قاصر رہے۔ خدا تعالیٰ نے خلافت رابعہ کے مبارک دور میں ایسا انتظام فرمایا کہ خلیفہ وقت کی آواز آسمانوں کی طرف بلند ہو کر اور چہار دانگ عالم میں پہنچ کر گونجنے لگی۔ آج اس کی گونج زمین کے کناروں تک سنی جا رہی ہے۔ دنیا والوں کا بہرہ پن دور ہو رہا ہے اور وہ بار بار اور ,,جاء المسیح جاء المسیح،، کی آسمانی آواز سن کر ,,لبیک لبیک،، کی صدائیں بلند کرتے ہوئے امام کامگار کی طرف دوڑے چلے آ رہے ہیں۔ خاص طور پر افریقہ کے بعض نئے علاقوں میں جس تیزی سے پیغام حق کی اشاعت بار آور ثابت ہو رہی ہے وہ اس پر شاہد ناطق ہے

خدا تعالیٰ نے روئے زمین کے ہم سب احمدیوں کے لئے خلیفہ وقت کی تریاقی صحبت اور قوت قدسیہ سے فیضیاب ہونے کے جو غیر معمولی سامان اس زمانہ میں فرمائے ہیں اور زمین کے کناروں تک ان کے جو انقلاب انگیز اثرات منصہ شہود پر آ رہے ہیں ان پر ہم جتنا بھی خدا کا شکر بجا لائیں کم ہے۔ ہم جتنا زیادہ حمد اور شکر کو اپنا شعار بنائیں گے خدا تعالیٰ حضور ایدہ اللہ کے دیدار و گفتار سے فیضیاب ہونے کے اس آفاق گیر نظام کو نئی سے نئی جدتوں سے ہمکنار کرنے اور اس کے عالمگیر اثرات کو نمایاں سے نمایاں تر کرنے کی راہیں نکالتا چلا جائے گا۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ خدا کے فضل سے ایسا ہی ہو گا۔ وہ اپنے وعدوں کو پورا فرمائے گا اور ضرور فرمائے گا۔ وماذلک علی اللہ بعزیز۔

وہ دُور ہیں خُدا سے جو تقویٰ سے دُور ہیں
ہر دَم اسیرِ نخوت و کبر و غرور ہیں
تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
کِبر و غرور و بُخل کی عادت کو چھوڑ دو
تقویٰ کی جڑ خدا کے لئے خاکساری ہے
عفّت جو شرطِ دیں ہے وہ تقویٰ میں ساری ہے

یارو خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں؟
خُو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں؟
سچ سچ کہو، اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب!
پھر بھی یہ مُنہ جہاں کو دکھاؤ گے یا نہیں؟

کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"میں بڑے دعویٰ اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا کو اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے"۔

(روحانی خزائن جلد سوم ازالہ اوہام صفحہ ۴۰۳)

مبارک باد
الفضل انٹرنیشنل لندن
کے اجراء پر

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
اور عالمگیر جماعت احمدیہ

کی خدمت میں دلی مبارک باد پیش کرتے

ہیں۔ اور جماعت احمدیہ لاہور دعا گو ہے

کہ
اللہ تعالیٰ
الفضل انٹرنیشنل لندن
کو اپنی برکتوں سے نوازے اور ہر رنگ میں کامیابی عطا فرمائے۔

حمید نصر اللہ خان۔ امیر جماعت احمدیہ لاہور۔

جماعت احمدیہ کے افراد پر حملہ

مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۹۳ء کو بعد نماز مغرب مسجد نور حلقہ النور سوسائٹی میں دو مخالف آئے اور کسی ذمہ دار عہدیدار سے بات کرنے کو کہا چنانچہ مسجد میں موجود خدام نے قائد خدام الاحمدیہ کو بلوایا۔ ان کے آتے ہی ان لوگوں نے کہا کہ دیکھو اب سپریم کورٹ کا فیصلہ آگیا ہے اب تمہاری خبر لیں گے۔ اسی اثنا میں پہلے سے طے شدہ پروگرام کے تحت پندرہ کے لگ بھگ افراد مسجد کے اندر گھس آئے اور موقع پر موجود خدام کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ ایک خادم سید بشیر احمد پر بیلچہ سے حملہ کیا گیا جس کے نتیجے میں وہ زخمی ہو گئے اور انہیں ہسپتال لے جانا پڑا۔ پولیس میں واقعہ کی رپورٹ درج کرا دی گئی ہے۔

مسجد احمدیہ کو نذر آتش کرنے کی کوشش

الطاف پارک لاہور کی مسجد احمدیہ میں ۲۰ جون ۱۹۹۳ کو تین افراد بدنیتی کی غرض سے داخل ہوئے۔ اس وقت مسجد میں دو معمر احمدی مسلمان نماز ادا کر رہے تھے۔ ایک نوجوان نے ایک احمدی کے سر پر پستول تان کر اسے خاموش رہنے کو کہا جب کہ دوسرے افراد نے مسجد کو آگ لگادی اور بھاگ گئے۔

پولیس کو اطلاع کی گئی مگر انہوں نے مقدمہ درج نہیں کیا۔ بعد ازاں معلوم ہوا کہ ایک شخص آگ لگاتے ہوئے خود بری طرح جھلس گیا تھا۔ اسے فوری طور پر میو ہسپتال پہنچایا گیا مگر باوجود کوشش کے وہ جانبر نہ ہو سکا۔ مخالفین اس کی موت کا الزام احمدیوں پر دے رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ کے خلاف پراپیگنڈا

عیدالاضحیٰ سے چند دن پہلے قصور پاکستان میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری نے احمدیوں کے خلاف پروپیگنڈے کی مہم شروع کی اور مطالبے کئے کہ چونکہ احمدی مسلمان نہیں ہیں اسلئے انہیں عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر جانوروں کی قربانی سے منع کرنا چاہیئے اور اسی موضوع پر پمفلٹ شائع کر کے سارے شہر میں تقسیم کئے گئے۔

۶ مئی ۱۹۹۳ کو ایک جلسہ عام بھی منعقد کیا گیا جس میں جماعت احمدیہ کے خلاف دشنام طرازی کی گئی۔

تدفین میں رکاوٹ

ایک بزرگ احمدی مکرم عمردین صاحب ولد مولا بخش صاحب سکنہ چک ۱۴۸ گ ب ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ مورخہ ۷ جون ۱۹۹۳ وفات پا گئے تھے۔ ورثاء تدفین کے لئے نعش گاؤں کے عام قبرستان میں جہاں احمدی اور غیر احمدی سالہا سال سے اپنی میتیں دفن کرتے چلے آرہے تھے، لے گئے۔ ابھی قبر کھودی جارہی تھی کہ ڈی ایس پی ٹوبہ ٹیک سنگھ بمع پولیس کے موقع پر پہنچ گئے اور یہ کہہ کر کھدوائی رکوادی کہ اس قبرستان میں آپ قانوناً کسی احمدی میت کو دفن نہیں کر سکتے آپ نعش کو اپنے کھیتوں میں دفن کریں۔ مرحوم کے عزیز و اقارب نے کہا کہ ہم مدتوں سے اپنے عزیز و اقرباء کی نعشوں کو یہاں دفن کرتے آئے ہیں اب کیوں نہیں کر سکتے۔ جس پر پولیس نے کہا کہ پہلے لوگوں کو اعتراض نہ تھا اب مولوی صاحبان اعتراض کر رہے ہیں۔ چنانچہ نعش کو وہاں دفن ہونے سے روک دیا گیا اس لئے مجبوراً نعش کو ربوہ لے جایا گیا اور وہاں تدفین ہوئی۔

AL FAZL INTERNATIONAL WEEKLY -LONDON
TELEPHONE NO. 081 870 0919
FAX NO. 081 870 0919

سلسلہ جاری ہے ویسا ہی کچھ معاملہ الفضل سے بھی گاہے بگاہے ہوتا رہا جس کی وجہ سے اچانک اخبار کی ترسیل میں خلا پیدا ہونا عالمگیر قارئین کے لئے مزید اذیت کا موجب بنتا رہا۔ یہ وہ پس منظر ہے جس نے بالآخر الفضل کی عالمگیر اشاعت کی ضرورت اور خواہش کو حقیقت کا روپ عطا کر دیا۔

تاریخی ریکارڈ کے طور پر مختصراً یہ بیان کرنا مناسب ہو گا کہ الفضل کے عالمگیر اجراء کے لئے پہلے مکرم چوہدری رشید احمد صاحب کی صدارت میں ایک کمیٹی مقرر کی گئی جس کے درج ذیل ممبران تھے۔

۱۔ مکرم مولانا بشیر احمد خان صاحب رفیق
۲۔ مکرم نصیر احمد صاحب قمر
۳۔ مکرم منیر احمد صاحب جاوید
۴۔ مکرم عبد الماجد طاہر صاحب
۵۔ مکرم صفدر حسین عباسی صاحب
۶۔ مکرم لئیق احمد طاہر صاحب
۷۔ مکرم خلیل الرحمان ملک صاحب
مکرم سعید احمد جسوال صاحب

اس کمیٹی نے لمبے عرصہ تک بڑی محنت سے اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے غور و خوض کیا اور ساتھ ساتھ مجھے مطلع رکھ کر ہدایات لی جاتی رہیں۔ میں اس کمیٹی کا ممنون ہوں آپ بھی ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ انہوں نے ماشاء اللہ بہت عمدہ کام کیا ہے۔ اب جبکہ سارے انتظامات تقریباً مکمل ہیں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ آئندہ صدر کمیٹی مکرم رشید احمد صاحب چوہدری کو پہلا مدیر اعلیٰ مقرر کیا جائے اور ان کے ساتھ مکرم منیر احمد صاحب جاوید اور مکرم عبد الماجد طاہر صاحب کو بطور نائب مدیر خدمت کا موقعہ دیا جائے۔ مینیجمنٹ کی نگرانی ایڈیشنل وکیل تصنیف مکرم بشیر احمد خان صاحب رفیق کے سپرد کی گئی ہے۔ الفضل انٹرنیشنل بلا ناغہ ہفتہ وار جاری کرنے میں ابھی کچھ اور وقت لگے گا لیکن اس کا ایک نمونہ پہلے پرچہ کے طور پر احباب کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ ایک معین ہفتے کے الفضل کی اہم خبروں، دلچسپ مضامین اور منظوم کلام پر مشتمل ہے۔ مزید برآں جماعت کی بین الاقوامی اہمیت کی خبروں کو بھی اس میں شامل کر دیا گیا ہے جو کسی مجبوری کی وجہ سے اس معین عرصہ کے الفضل میں شائع نہیں ہو سکیں۔ تجویز یہ ہے کہ آئندہ انشاء اللہ بعض مستقل عناوین کے تابع اس میں مزید مقالہ جات اور مضامین بھی شامل کئے جاتے رہیں گے تاکہ بعینہ پاکستان کے الفضل کی نقالی نہ ہو بلکہ اسے مزید دلچسپ اور مفید بنانے کی کوشش کی جائے۔ یہ پہلا نمونہ احباب کی خدمت میں صرف دعا کی تحریک کے ساتھ پیش ہے۔
جہاں کمیٹی کے ممبران کا شکریہ ادا کیا گیا ہے وہاں مکرم نعیم عثمان صاحب کا نام بھی شامل ہونا چاہئے جنہوں نے اشتہارات کے حصول کے ذریعہ الفضل انٹرنیشنل کے اس پرچے کی قابل قدر خدمت سرانجام دی اور صرف احمدیوں سے ہی نہیں بلکہ جماعت سے باہر دوسرے تجارتی اداروں سے بھی اشتہار حاصل کئے۔ امید ہے کہ جماعت کے دیگر احباب بھی الفضل انٹرنیشنل کی خدمت سے گریز نہیں کریں گے۔

خدا کرے یہ اخبار نہ صرف کامیابی سے جاری رہے بلکہ بیش از پیش ترقی کرتا ہوا ہفتہ وار کی بجائے روزنامہ میں تبدیل ہو جائے لیکن ابھی اس سفر میں بہت سے اہم مراحل اور بھی طے کرنے ہونگے۔

جماعت احمدیہ عالمگیر کو الفضل کا یہ نیا دور مبارک ہو۔

والسلام
خاکسار
مرزا طاہر احمد
خلیفة المسیح الرابع

لندن۔ ۲۲ جولائی ۱۹۹۳ء

ادارتی و انتظامی بورڈ کی تقرری

حضرت خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے الفضل انٹرنیشنل کے لئے ادارتی و انتظامی امور کے لئے درج ذیل کمیٹیاں مقرر فرمائی ہیں

ایڈیٹوریل بورڈ۔

مدیر اعلیٰ ۔ رشید احمد چوہدری
نائب مدیران۔ منیر احمد جاوید ۔ عبد الماجد طاہر
ممبرز ایڈیٹوریل بورڈ۔ نصیر احمد قمر۔ ملک خلیل الرحمان

انتظامیہ بورڈ

صدر ۔ بشیر احمد رفیق (ایڈیشنل وکیل تصنیف)
ممبرز۔ صفدر حسین عباسی
مبارک احمد ظفر
نعیم عثمان
رشید احمد چوہدری (مدیر اعلیٰ)

الفضل انٹرنیشنل کے پہلے خریدار

ادارہ الفضل انٹرنیشنل بڑی خوشی اور انبساط کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہے کہ ہمارے محبوب آقا سیدنا حضرت خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی جیب سے اخبار انٹرنیشنل کے لئے چندہ ادا فرما کر سب سے پہلے خریدار بن کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرة۔ ہم تمام احباب جماعت کو حضور انور کے مبارک نمونہ پر عمل کرتے ہوئے اخبار کا خریدار بننے کی پر خلوص دعوت دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے اموال میں بہت برکت دے۔

(ادارہ الفضل انٹرنیشنل)